﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿......اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد۱۱ — جمعۃ المبارک ۲۶/مارچ ۲۰۰۴ء — ۴/صفر المظفر ۱۴۲۵ھ ہجری قمری — ۲۶/امان ۱۳۸۳ھ ہجری شمسی — شمارہ ۱۳

ذکر الٰہی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وہ گھر جن میں خداتعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے اور وہ گھر جن میں خداتعالیٰ کا ذکر نہیں ہوتا، ان کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے۔

(بخاری کتاب الدعوات باب فضل ذکر الله تعالیٰ۔مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب صلوۃ النافلۃفی بیتہ وجواز ھا فی المسجد)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

افریقہ کے دورہ کے آغاز پر بخیریت غانا پہنچ گئے۔

غانا کے صدرمملکت سے خصوصی ملاقات

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مورخہ ۱۳/مارچ ۲۰۰۴ء کولندن سے روانہ ہوکر غانا کے وقت کے مطابق شام چھ بجے بخیریت غانا پہنچ گئے۔قبل ازیں صبح ۹ بج کر ۴۰ منٹ پر لندن مسجد سے ہیتھرو ائرپورٹ کے لئے روانہ ہوئے تو لندن مسجد کے احاطہ میں احباب جماعت نے حضور کو الوداع کہا۔ اجتماعی دعا کے بعد روانگی ہوئی۔ائرپورٹ پر مکرم امیر صاحب یوکے اور دوسرے جماعتی عہدیداران الوداع کہنے کے لئے ساتھ آئے۔

حضور انور کا جہاز جب غانا کے وقت کے مطابق شام ۶ بج کر ۳۵ منٹ پر اکرا کے انٹرنیشنل ائرپورٹ (Kotoka) پر اترا تو ہزاروں کی تعداد میں احمدی احباب حضور کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ کے جہاز سے اترتے ہی احباب جماعت نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے اور خوب گرمجوشی سے اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا۔جہاز کی سیڑھیوں پر مکرم عبدالوہاب بن آدم صاحب امیر ومشنری انچارج غانا نے حضور پرنور کا استقبال کیا اور حضور ایدہ اللہ کے گلے میں ایک روایتی سکارف پہنایا جس پر "Welcome to Ghana" کے الفاظ درج تھے۔اس کے بعد ایک طفل نے حضور انور کی خدمت میں اور ایک ناصرہ نے حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی خدمت میں پھولوں کے گلدستے پیش کئے۔

استقبال کے لئے آنے والوں میں مبلغین کرام، ریجنل صدران، ڈاکٹر صاحبان، مرکزی اساتذہ اور مرکزی مجلس عاملہ کے ممبران ایک قطار میں کھڑے تھے۔حضور انور نے ازراہ شفقت ان سب کو شرف مصافحہ بخشا۔

صدرمملکت غانا کی نمائندگی میں ان کے پریس سیکرٹری نے حضور کا استقبال کیا۔دیگر استقبال کرنے والوں میں ڈپٹی منسٹر آف انرجی، ڈپٹی منسٹر آف مائینز، سابق وزیر داخلہ مکرم الحاج الحسن یعقوب صاحب اور ممبر پارلیمنٹ موجود تھے۔ وی آئی پی لاؤنج میں پریس کانفرنس ہوئی۔مکرم امیر صاحب نے حضور انور کا تعارف کروایا۔حضور نے رپورٹرز کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا: ”**I have come to see my Loved ones**۔یہاں مَیں اپنے پیاروں سے ملنے آیا ہوں۔باقی باتیں جلسہ کے خطابات میں ہوں گی“۔

حضور انور نے صدرمملکت کے نمائندہ اور دیگر وزراء وممبران پارلیمنٹ کا شکریہ بھی ادا کیا۔اس پریس کانفرنس میں ۳۰ رپورٹرز نے شرکت کی جن کا تعلق غانا ٹیلی ویژن TV3 اور غانا براڈ کاسٹنگ کمپنی (GBC) سے تھا۔ان میں ریڈیو اور اخبارات کے نمائندے بھی شامل تھے۔

پریس کانفرنس کے بعد حضور انور کا قافلہ پولیس کی گاڑیوں کی Escort میں احمدیہ مسلم مشن غانا کے نیشنل ہیڈ کوارٹر کے لئے روانہ ہوا۔دس منٹ کے بعد مشن ہاؤس میں آمد ہوئی جہاں لجنہ، انصار، خدام اور اطفال کی کثیر تعداد نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کرکے اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا۔

۱۴/مارچ بروز اتوار

دوسرے دن حضور انور نے ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول گومواپوٹسن (Gomoa Potson) کا دورہ کیا جہاں طلباء نے رنگارنگ جھنڈیاں لئے حضور انور کا استقبال کیا۔سکول کے ہیڈ ماسٹر نے حضور کو ایک سکارف پہنایا۔اور سکول کے نیوی کیڈٹ نے سکول بینڈ کے ساتھ گارڈ آف آنر پیش کیا اور حضور انور کو سلامی دی۔اس کے بعد حضور نے بورڈ آف گورنر کے ممبران کو شرف مصافحہ سے نوازا۔حضور انور نے ایک نمائش بھی ملاحظہ فرمائی اور کمپیوٹر سنٹر کا معائنہ کیا۔

حضور اس جگہ تشریف لے گئے جہاں مسجد تعمیر کی جانی ہے۔حضور نے مسجد کا نقشہ ملاحظہ فرمایا اور سنگ بنیاد کی تختی کی نقاب کشائی فرمائی۔اس موقع پر سکول کے اندر Thura کا ایک پودا بھی لگایا۔

سکول سے فارغ ہوکر حضور Mangoase نامی قصبہ کے لئے روانہ ہوئے جہاں قریبی جماعتوں کے احباب جمع تھے۔احباب نے حضور کا والہانہ استقبال کیا۔ہرکوئی خوشی سے پھولا نہ سماتا تھا۔حضور نے یہاں حال ہی میں تعمیر ہونے والے مشن ہاؤس پر یادگاری تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور اس کے بابرکت ہونے کی دعا کی۔حضور نے اس قصبہ میں تعمیر ہونے والی وسیع وعریض مسجد بھی دیکھی

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

تحریک دعائے خاص

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲/مارچ ۲۰۰۴ء کے آخر پر احباب جماعت سے دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

اب میں احباب جماعت کو دعا کی غرض سے بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں۔کل انشاء اللہ تعالیٰ مَیں افریقہ کے بعض ممالک کے دورے پہ جا رہا ہوں اور بعض ممالک ایسے ہیں جن میں خلیفہ وقت کا یہ پہلا دورہ ہے۔اور ان ممالک میں جماعتیں بھی خلافت رابعہ میں قائم ہوئی تھیں۔دعا کریں اور بہت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہر قدم پر اپنی رحمتوں اور فضلوں کے نشان دکھاتا رہے۔اور دورے کو غیر معمولی کامیابی سے نوازے۔اس کے فضل کے بغیر تو ہم ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکتے۔اللہ تعالیٰ محض اور محض اپنے فضل سے دنیا کے ہر ملک میں اسلام اور احمدیت کی فتوحات کے نظارے دکھائے اور دشمن کے ہر شر سے ہر احمدی کو ہمیشہ محفوظ رکھے اور ہر احمدی کے ایمان واخلاص کو بڑھاتا رہے۔انشاء اللہ تعالیٰ کوشش ہوگی کہ وہاں سے بھی ایم ٹی اے کے ذریعے سے جماعت سے رابطہ رہے لیکن جس حد تک یہ ممکن ہو سکا۔بعض ممالک میں سے شاید نہ ہو سکے لیکن بہرحال انشاء اللہ رابطہ رہے گا۔دعاؤں میں یاد رکھیں۔

حضور انور ایدہ اللہ کا یہ دورہ شروع ہو چکا ہے۔اللہ تعالیٰ ہر آن اپنی حفاظت میں رکھے، غیر معمولی کامیابیوں سے نوازے اور اسلام احمدیت کی فتوحات کے نظارے دکھائے۔آمین

(ادارہ)

اداریہ

ہمارا قیمتی وقت

حضرت مصلح موعودؓ نے وقف زندگی کی نہایت مفید و بابرکت تحریک شروع فرمائی تو جماعت نے عجب والہانہ انداز میں قربانی کی شاندار مثالیں قائم کرتے ہوئے اپنے بچوں اور نوجوانوں کو ہر قسم کے دنیوی فوائد کو نظر انداز کرتے ہوئے خدمت دین کے لئے پیش کر دیا۔ ابتدائی واقفین زندگی کی خوش قسمتی وسعادت میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ انہوں نے آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے عمدہ روایات قائم کرتے ہوئے اپنی زبان سے ہی نہیں اپنے عمل سے یہ دکھا دیا کہ مشکلات وتکالیف خدمت دین کے رستہ میں روک نہیں بن سکتیں۔ سچا جذبہ اور محنت ولگن کامیابی کی ضمانت اور خدا تعالیٰ کے فضل کو حاصل کرنے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

ابتدائی واقفین کو یہ سعادت بھی حاصل ہوئی کہ حضرت مصلح موعودؓ کی ہدایت کے مطابق وہ بڑی باقاعدگی اور پابندی سے اپنے روزانہ معمولات کی رپورٹ یا ڈائری حضور کی خدمت میں پیش کرتے تھے۔ ان کی ڈائری میں یہ امر بھی شامل ہوتا تھا کہ صبح کس وقت جاگے اور اس کے بعد حوائج ضروریہ سے فراغت میں کتنا وقت لگا اور اس کے بعد معمول کے کام کتنے بجے شروع کئے۔ اس ابتدائی تربیت کا مقصد یہ تھا کہ واقف زندگی کو یہ احساس ہو جائے کہ اس نے دن رات میں کوئی وقت بھی ضائع نہیں کرنا۔ بعض اوقات دیکھنے میں آتا ہے کہ انسان بغیر سوچے سمجھے عادتاً اپنا وقت صحیح مفید اور Productive کاموں میں لگانے کی بجائے اس قیمتی متاع کو جو ایک دفعہ ہاتھ سے نکل جانے کے بعد کبھی کسی قیمت پر واپس نہیں مل سکتی بلاوجہ سستی میں ہی ضائع کر دیتا ہے۔ اس کی بجائے اگر ہم اپنا وقت سوچ سمجھ کر مفید اور ضروری کاموں میں خرچ کریں تو اس میں حیرت انگیز طور پر برکت پڑ جائے گی اور یہ کہنے کی نوبت بہت کم آئے گی کہ ’’۔ کیا کیا جائے۔ کام بہت ہے۔ وقت ہی نہیں ملتا‘‘ عام طور پر یہ مشکل ان لوگوں کو پیش آتی ہے جو اپنے وقت کے استعمال میں پوری طرح محتاط نہیں ہیں۔ مثال کے طور پر ایک شخص صبح سویرے اٹھ کر اپنے معمولات شروع کرتا ہے۔ بستر پر کروٹیں بدلتے ہوئے وقت ضائع نہیں کرتا۔ غسلخانہ میں بھی ضرورت سے زیادہ وقت نہیں لگاتا۔ اسے اپنی اس اچھی بات عادت کی وجہ سے صرف یہی نہیں کہ نوافل نماز تلاوت وغیرہ کے لئے بہت کافی وقت مل جائے گا اور یہ امر اسے اچھی صحت کی نعمت سے بھی مالا مال کر دے گا۔ اس کا ایک اور بہت بڑا فائدہ یہ بھی ہوگا کہ اسے اپنے بیوی بچوں کے ساتھ گزارنے کے لئے بہت اچھا وقت مل جائے گا جس میں بہت سے خاندانی اور تربیتی مسائل خود بخود حل ہوتے چلے جائیں گے۔ میاں بیوی کے تعلقات کی بہتری اور بچوں کی شخصیت میں نکھار اور عمدگی بھی آ جائے گی۔ اس کے برعکس اگر کوئی شخص صبح اٹھنے میں دیر کرتا ہے اور سستی کی وجہ سے بستر میں کروٹیں لیتا رہتا ہے وہ یہ احساس ہی نہیں کرتا کہ اس طرح وہ اپنی زندگی کے کتنے قیمتی لمحات ضائع کر رہا ہے۔ وہ دیر سے اٹھنے کی وجہ سے نوافل، نماز، تلاوت بلکہ غسل اور وضو وغیرہ ضروری امور کو پورا وقت نہیں دے سکے گا بہت ممکن ہے کہ جلدی جلدی یہ سب کام کرنے کی وجہ سے وہ اپنے بیوی بچوں کو وہ توجہ اور پیار دینے کی بجائے گھبراہٹ اور جھنجلاہٹ میں ان پر اپنا غصہ اتارنے کی کوشش کرے۔ اس طرح پیار و محبت اور افہام وتفہیم کی بجائے باہم تعلقات میں سرد مہری بلکہ ناراضگی وغیرہ راہ پالیں اور یہ ساری نحوست صرف اسوجہ سے ہوگی کہ وقت کا صحیح استعمال نہیں کیا گیا۔ اگر خاتون خانہ بھی ملازمت یا اپنے کام پر جاتی ہوں تو جلد اٹھنا اور وقت کا خیال رکھنا اور زیادہ ضروری ہو جائے گا۔

ان مصروفیات کا یہ مطلب نہیں ہے کہ انسان قیلولہ یا تفریح میں وقت نہ لگائے بلکہ ضروری ہوگا کہ ان کو بھی باقاعدگی اور نظم وضبط سے کیا جائے۔ نیند اور تفریح اپنی جگہ ضروری ہے مگر ہمیں یہ ضرور علم ہونا چاہئے کہ ہم نیند یا تفریح کے نام پر اپنا وقت فضول ضائع نہ کریں۔ دنیا میں کامیاب زندگی گزارنے والے وہی لوگ ہوئے ہیں جو اپنے وقت کی قدر و قیمت کو سمجھتے ہوئے اسے عمدگی سے استعمال کرتے ہیں۔

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کے سالانہ چندہ خریداری میں اضافہ

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل جنوری ۲۰۰۴ء سے گیارھویں سال میں داخل ہو گیا ہے۔ گزشتہ دس سال میں تین چار مرتبہ پرنٹنگ اور پوسٹیج کے نرخوں میں اضافہ ہوا مگر اس کی شرح خریداری کو بڑھایا نہیں گیا۔ لیکن اب جنوری ۲۰۰۴ء سے پوسٹیج کے نرخوں میں پانچ فیصد اضافہ ہونے کی وجہ سے الفضل کی شرح خریداری میں اضافہ ناگزیر ہو گیا ہے۔ چنانچہ جنوری ۲۰۰۴ء سے سالانہ شرح خریداری حسب ذیل ہوگی:۔

انگلستان	تیس (۳۰) پاؤنڈ سالانہ
یورپ	پینتالیس (۴۵) پاؤنڈ سالانہ
دیگر ممالک	پینسٹھ (۶۵) پاؤنڈ سالانہ

امراء کرام/صدر صاحبان و مبلغین سلسلہ سے درخواست ہے کہ براہ کرم اس نئی شرح خریداری کو نوٹ فرمالیں اور جملہ خریداران اور احباب جماعت کو اس سے مطلع فرمائیں۔ نیز اس بات کا اہتمام فرماویں کہ نئے سال کا چندہ اس نئی شرح کے مطابق وصول فرما کر رقوم جلد از جلد ہمیں بھجوائیں۔

ہمیں امید ہے کہ احباب جماعت نہ صرف یہ کہ جماعت کے اس مرکزی ہفت روزہ اخبار کی خریداری کو جاری رکھیں گے بلکہ اس کے خریداروں کی تعداد میں اضافہ کے لئے ہر ممکن سعی کر کے ہمارے ساتھ تعاون فرماویں گے۔ جزاکم اللہ

(مینجر)

اٹھو، خواب غفلت کے ماتو اٹھو — فسانہ نہیں اب حقیقت سنو

(نغمہ تاریخ)

یا بنی آدم سنو! یہ وقت کی آواز ہے
اوّل و آخر کا سنگم زندگی کا ساز ہے
جھکی جب گلستاں میں شاخ دعا
کھلا غنچۂ دل چلی وہ ہوا
فضاؤں سے چھٹنے لگی تیرگی
سحر آئی ہر داغ شب مٹ گیا
اٹھو، خواب غفلت کے ماتو اٹھو
فسانہ نہیں اب حقیقت سنو

وہ مہدی مسیح و امام الزّماں
بنا کر حَکَمْ جس کو بھیجا گیا
ثریا سے ایماں کو واپس لئے
قیامت کی دہلیز پر آ گیا
اسے دل کی آنکھوں سے پہچان لو
اٹھو، خواب غفلت کے ماتو اٹھو
فسانہ نہیں اب حقیقت سنو

تمسخر کرو گے تو کیا پاؤ گے؟
کہاں تک ضمیر اپنے بہلاؤ گے؟
نشان و گواہی سبھی ہیں بہم
وہ ٹھکرا کے اب تم کہاں جاؤ گے؟
بلاتی ہے راہ سعادت چلو
اٹھو خواب غفلت کے ماتو اٹھو
فسانہ نہیں اب حقیقت سنو

کنار سحر سے اجالے بہے
ہویدا ہوئی قدرت ثانیہ
خلافت کی صورت میں نعمت عجب
عطا وہ ہوئی جس کا دورانیہ
رہے گا رواں تا ابد دوستو
اٹھو خواب غفلت کے ماتو اٹھو
فسانہ نہیں اب حقیقت سنو

سراپا وفا نورؓ دنیا و دیں
خلافت کے تھے مظہر اوّلیں
وہ نبّاض تھے روح قرآن کے
مجسم توکل تھے اور دوربیں
ڈھلو، ان کے سانچے میں تم بھی ڈھلو
اٹھو خواب غفلت کے ماتو اٹھو
فسانہ نہیں اب حقیقت سنو

چُنا مظہر دوم محمودؓ کو
ذکی و فہیم ایک مسعود کو
بہت اس سے قوموں کو برکت ملی
ملا تخت مہدی جو موعود کو
عدو سے کہا محو ماتم رہو
اٹھو خواب غفلت کے ماتو اٹھو
فسانہ نہیں اب حقیقت سنو

پھر آئی خلافت نئی لہر میں
ناصر الدیںؒ کے شفقت بھرے بحر میں
مسکراہٹ نے جس کی فتح دل کئے
کی محبت کی روشن شمع دہر میں
گیت گاتے اجالوں کی وینا سنو
اٹھو خواب غفلت کے ماتو اٹھو
فسانہ نہیں اب حقیقت سنو

اٹھایا جو طاہرؒ نے بار گراں
یہ دیکھا کہ دشمن ہے لشکر کشاں
دعا کی مقابل پہ فرعون کے
مٹا دے مرے مولیٰ اس کا نشاں
ہوا ٹکڑے ٹکڑے وہ فرعون تو
اٹھو خواب غفلت کے ماتو اٹھو
فسانہ نہیں اب حقیقت سنو

خلافت پہ مسرور ایّدہ اللہ کی ہم نثار
خدا نے بنایا جسے شہریار
غلام محمد ﷺ امیر جہاں
سراپا دعا ہے وہ کوہ وقار
بہت عالی ہمت ہے وہ صاحبو
اٹھو خواب غفلت کے ماتو اٹھو
فسانہ نہیں اب حقیقت سنو

یہی وقت ہے عہد و اقرار کا
ابھی سلسلہ ہے رواں پیار کا
ابھی کفر و حق رزم گاہوں میں ہیں
پتا تو چلے دشمن و یار کا
یہی فیصلے کے ہیں دن جان لو
اٹھو خواب غفلت کے ماتو اٹھو
فسانہ نہیں اب حقیقت سنو

بہت دیر سجتی نہیں بزم جاں
نجانے یہاں کون کل تک رہے
سر حشر ہم تم کھڑے ہوں کہیں
عدالت لگے اور دفتر کھلے
خدا کے لئے اس گھڑی سے ڈرو
اٹھو خواب غفلت کے ماتو اٹھو
فسانہ نہیں اب حقیقت سنو

جمیل الرحمن (ہالینڈ)

خطبہ جمعہ

نظام خلافت کے بعد دوسرا اہم اور مقدس ادارہ جماعت میں شوریٰ کا ادارہ ہی ہے

مجلس شوریٰ ہو یا صدر انجمن احمدیہ، خلیفہ کا مقام بہرحال دونوں کی سرداری ہے۔

آپ کا ہر عمل اور مشورہ تقویٰ پر مبنی اور خدا کی خاطر ہو۔

مجالس شوریٰ کی اہمیت اور طریق کار کے بارہ میں احباب جماعت کو پر معارف ہدایات

حضور انور کی افریقہ کے پہلے دورے پر روانگی کے موقع پر احباب جماعت کو دعا خاص کی تحریک

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ ۱۲/مارچ ۲۰۰۴ء بمطابق ۱۲/امان ۱۳۸۳ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلک يوم الدين - إياک نعبد و إياک نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾ (سورة شورى آيت ۳۹)

اور جو اپنے رب کی آواز پر لبیک کہتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور ان کا امر باہمی مشورے سے طے ہوتا ہے اور اس میں سے جو ہم نے انہیں عطا کیا خرچ کرتے ہیں۔

آئندہ چند دنوں میں بعض ممالک کی جماعتوں میں مجالس شوریٰ منعقد ہونے والی ہیں اور یہ سلسلہ کئی ماہ تک چلتے رہنا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ جماعتوں کی طرف سے مجالس شوریٰ کے پیغام بھجوانے کا اظہار ہوتا ہے، اب یہ بہت مشکل ہو گیا ہے کہ براہ راست ایم ٹی اے پر ہر ملک کی مجلس شوریٰ کے لئے پیغام بھیجا جائے یا کچھ کہا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر ملک میں جماعتیں پھیل رہی ہیں، اور جیسا کہ میں نے عرض کیا اب یہ سلسلہ کافی لمبے عرصے تک چلتا ہے۔ بہرحال آج کا خطبہ میں نے شوریٰ کے مضمون پر دینے کا فیصلہ کیا ہے تا کہ جماعتیں اپنی اپنی مجالس شوریٰ کے موقع پر اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

شوریٰ کے متعلق چند بنیادی باتیں ہیں جو میں عرض کروں گا۔ علاوہ ممبران شوریٰ کے عمومی طور پر جماعت کے افراد کے لئے بھی ان کے علم میں لانا مناسب ہے کیونکہ اگر وقتاً فوقتاً اس کی اہمیت اور طریق کار کے بارے میں نہ بتایا جائے تو بعض پرانے تجربہ کار بھی بعض پہلو مجلس شوریٰ کی اہمیت کے بارے میں اور اس کے طریق کار کے بارے میں نظر انداز کر دیتے ہیں اور نئے آنے والے اور نوجوان پوری طرح اس کی اہمیت سے واقف نہیں ہوتے جس سے مجلس شوریٰ کا وقار اور تقدس بعض دفعہ متاثر ہوتا ہے۔

حضرت مصلح موعود نے جہاں اپنی گہری فراست سے جماعت کے مختلف اداروں کو منظّم کیا وہاں شوریٰ کے نظام کو بھی انتہائی مضبوط بنیادوں پر جماعت میں قائم فرمایا اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر اس ملک میں جہاں جماعت احمدیہ قائم ہے یہ شوریٰ کا نظام قائم ہے اور بڑی اہمیت اختیار کر چکا ہے۔ لیکن اس کے بعض پہلو بعض دفعہ نمائندگان کی نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں اس لئے چند بنیادی باتیں میں پیش کروں گا۔

پہلے تو یہ وضاحت کر دوں کہ شَاوَرَ کا لفظ شَارَ سے نکلا ہے جس کا مطلب ہے شہد کے چھتے میں سے شہد اکٹھا کیا یا نکالا اور اس سے موم کو علیحدہ کیا اور شَاوَرَهٗ کا مطلب ہے کسی نے کسی سے مشورہ لیا، اس کی رائے لی وغیرہ۔ مشاورت کا اس لحاظ سے یہ مطلب بھی ہوا کہ جس طرح محنت اور احتیاط سے وقت لگا کر چھتے میں سے شہد نکالتے ہو اور اسے بعض ملونیوں سے صاف کرتے ہو، موم سے علیحدہ کرتے ہو تا کہ کھانے کے لئے خالص چیز حاصل ہو اسی طرح مشورے بھی سوچ سمجھ کر غور کر کے اس کا اچھا اور برا دیکھ کر پھر دیئے جائیں تو تب ہی یہ فائدہ مند ہو سکتے ہیں۔ اس لئے جہاں بھی مشورے ہوں اس سوچ کے ساتھ ہوں کہ ہر پہلو کو انتہائی گہری نظر سے اور بغور دیکھ کر پھر رائے دی جائے۔

یہ آیت جو میں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی نیکیوں کو قائم کرنے والوں کی، اپنے رب کی آواز پر لبیک کہنے والوں کی یہ نشانی بتائی ہے، ایک تو یہ لوگ نماز قائم کرنے والے ہیں، اللہ کے آگے جھکنے والے ہیں، اس کے عبادت گزار ہیں اور پھر یہ کہ تمام قومی معاملات میں آپس میں مشورہ کرتے ہیں، بات کو غور سے دیکھتے ہیں، اس کے برے بھلے کا جائزہ لیتے ہیں اور پھر مشورہ دیتے ہیں اور جب پھر ایک فیصلہ پر پہنچ جاتے ہیں تو جو بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں توفیق دی ہے، جو بھی استعدادیں دی ہیں ان کے مطابق وہ خرچ کرتے ہیں۔ مشورہ دینے کے بعد دوڑ نہیں جاتے بلکہ مشورے کے بعد اپنے قومی مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے ایک رائے پر پہنچ جاتے ہیں پھر عملدرآمد کروانے کے لئے اپنی پوری طاقتوں کو خرچ کرتے ہیں۔ جب یہ فیصلہ کر لیتے ہیں کہ ہم نے اپنے اور اپنی بیوی بچوں کی تربیت کے لئے اور نیکیوں کو قائم کرنے اور نیکیوں میں آگے بڑھنے کے لئے عمل کرنا ہے تو اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے پھر پوری طرح اس کام میں جُت جاتے ہیں اور جب یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے فرستادے کا پیغام پہنچانا ہے تو پھر اپنی تمام طاقتوں کے ساتھ دعوت الی اللہ بھی کرتے ہیں۔ لوگوں کی ہمدردی کی خاطر خدا کا پیغام پہنچاتے ہیں۔ پہلے سے ہمت نہیں ہار دیتے کہ لوگوں نے سننا نہیں ہے دنیا دار لوگ ہیں اور فضول وقت ضائع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اور پھر جب یہ فیصلہ کر لیتے ہیں کہ قربانیاں کرنی ہیں کیونکہ یہ ہمارے عہدوں میں شامل ہے تو پھر جماعت کے مقاصد کے حصول کے لئے مالی قربانیوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں، اپنی جسمانی طاقتوں کو بھی اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، اپنے علم کو بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، اپنی ذہنی صلاحیتوں کو بھی جماعتی مقاصد کے حصول کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ غرض کہ ایسے لوگوں کے مشورے بھی نیکیاں قائم کرنے کے لئے ہوتے ہیں اور مشورے کے بعد کسی نتیجے پر پہنچنے پر تمام صلاحیتیں اور استعدادیں اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ اس لئے ہمیشہ یاد رکھیں کہ مومن کا یہ فرض ہے، ایک تو خوب غور کر کے مشورہ دیں جب بھی مشورہ مانگا جائے، جب بھی مشورے کے لئے بلایا جائے اور پھر مشورے کے بعد ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے جن کے بارے میں مشورہ دیا گیا تھا مکمل تعاون کریں بلکہ ممبران شوریٰ کا یہ بھی فرض ہے کہ اس کے ذمہ وار بنیں۔

حدیث میں آتا ہے حضرت ابو مسعودؓ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ جس سے مشورہ طلب کیا جائے وہ امین ہوتا ہے یا اسے امین ہونا چاہئے۔

(سنن ابن ماجه كتاب الادب باب المستشار موتمن)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جو شوریٰ سے متعلق حصہ ہے وہ میں پڑھتا ہوں) کہ جس سے اس کے مسلمان بھائی نے کوئی مشورہ طلب کیا اور اس نے بغیر رُشد کے مشورہ دیا یعنی بغیر غور و خوض اور عقل استعمال کئے اس نے اس سے خیانت کی ہے۔

(الادب المفرد از حضرت امام بخاری صفحہ ۷۵)

تو دیکھیں مشورہ دینے والوں پر کتنی بڑی ذمہ داری ڈال دی گئی ہے کہ اگر بغیر غور کے جس مسئلہ کے بارے میں مشورہ مانگا جا رہا ہے اس کی جزئیات میں جائے بغیر اگر مجلس میں بیٹھے ہوئے، یونہی سطحی سا مشورہ دے دیتے ہو کہ جان چھڑاؤ پہلے ہی بہت دیر ہو گئی ہے خواہ مخواہ وقت کا ضیاع ہے، کوئی ضرورت نہیں اس کی۔ اگر اس سوچ کے ساتھ بیٹھے ہو کہ معاملے کو جلدی ختم کرنا چاہئے کیونکہ آخر کار یہ معاملہ خلیفہ وقت کے سامنے پیش ہونا ہے خود ہی وہ غور کر کے فیصلہ کر لے گا تو یہ خیانت ہے۔ اور خائن کے بارے میں فرمایا کہ اس میں نفاق پایا جاتا ہے۔ تو یہ جو حدیث ہے اس میں تو یہ فرمایا گیا کہ ایک مسلمان بھائی بھی اگر تمہارے سے مشورہ مانگے تو تب بھی غور کر کے پوری تفصیلات میں جا کر اس کو مشورہ دو۔

جب جماعتی معاملے میں خلیفہ وقت کی طرف سے نظام کی طرف سے بلایا جائے کہ مشورہ دو تو اس میں دیکھیں کس قدر احتیاط کی ضرورت ہے۔ مجلس شوریٰ میں جب بھی مشورے کے لئے بلایا جاتا ہے تو ایک بہت بڑی ذمہ داری مجلس شوریٰ پر ڈالی جاتی ہے، ممبران شوریٰ پر ڈالی جاتی ہے اور ایک مقدس ادارے کا اسے ممبر بنایا جاتا ہے کیونکہ نظام خلافت کے بعد دوسرا اہم اور مقدس ادارہ جماعت میں شوریٰ کا ادارہ ہی ہے۔ اور جب خلیفہ وقت اس لئے بلا رہا ہو اور احباب جماعت بھی لوگوں کو اپنے میں سے منتخب کر کے اس لئے بھیج رہے ہوں کہ جاؤ اللہ تعالیٰ کی تعلیم دنیا میں پھیلانے، احباب جماعت کی تربیت اور دوسرے مسائل حل کرنے اور خدمت انسانیت کرنے کے لئے خلیفہ وقت نے مشوروں کے لئے بلایا ہے اس کو مشورے دو تو کس قدر ذمہ داری بڑھ جاتی ہے۔ اگر یہ تصور لے کر مجلس شوریٰ میں بیٹھیں تو پوری طرح مجلس کی کارروائی سننے اور استغفار کرنے اور درود بھیجنے کے علاوہ کوئی دوسرا خیال ذہن میں آ ہی نہیں سکتا تا کہ جب بھی اس مجلس میں رائے دینے کے لئے کھڑا کیا جائے تو صحیح اور مکمل ذمہ داری کے ساتھ رائے دے سکیں کیونکہ یہ آراء خلیفہ وقت کے پاس پہنچتی ہیں اور خلیفہ وقت یہ حسن ظن رکھتا ہے کہ ممبران نے بڑے غور سے سوچ سمجھ کر کسی معاملے میں رائے قائم کی ہوگی اور عموماً مجلس شوریٰ کی رائے کو اس وجہ سے من و عن قبول کر لیا جاتا ہے، اسی صورت میں قبول کر لیا جاتا ہے۔ سوائے بعض ایسے معاملات کے جہاں خلیفہ وقت کو معین علم ہو کہ شوریٰ کا یہ فیصلہ ماننے پر جماعت کو نقصان ہو سکتا ہے اور یہ بات ایسی نہیں ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف ہے، یا اس سے ہٹ کر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی اجازت دی ہوئی ہے۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ۔ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ﴾ (سورة ال عمران آيت ۱۶۰) یعنی اور ہر اہم معاملے میں ان سے مشورہ کر (نبی کو یہ حکم ہے) پس جب کوئی تو فیصلہ کر لے تو پھر اللہ پر توکل کر۔ یعنی یہاں یہ تو ہے کہ اہم معاملات میں مشورہ ضروری ہے، ضرور کرنا چاہئے اور اس حکم کے تابع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مشورہ کیا کرتے تھے بلکہ اس حد تک مشورہ کیا کرتے تھے کہ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو اپنے اصحاب سے مشورہ کرتے نہیں دیکھا۔

تو یہ حکم الٰہی بھی ہے اور سنت بھی ہے اور اس حکم کی وجہ سے جماعت میں بھی شوریٰ کا نظام جاری ہے۔ لیکن ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرما دیا کہ مشورہ تو لے لو لیکن اس مشورے کے بعد تمام آراء آنے کے بعد جو فیصلہ کر لو تو ہو سکتا ہے کہ بعض دفعہ یہ فیصلہ ان مشوروں سے الٹ بھی ہو۔ تو فرمایا جو فیصلہ کر لو پھر اللہ تعالیٰ پر توکل کرو کیونکہ جب تمام چھان پھٹک کے بعد ایک فیصلہ کر لیا ہے پھر معاملہ خدا تعالیٰ پر ہی چھوڑنا بہتر ہے۔ اور جب اے نبی! تو نے معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ خود اپنے نبی کی بات کی لاج رکھے گا۔ اور انشاء اللہ اس کے بہتر نتائج ظاہر ہوں گے۔

جس طرح تاریخ میں ہے کہ جنگ بدر کے موقعے پر قیدیوں سے سلوک کے بارے میں اکثریت کی رائے رد کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف حضرت ابوبکرؓ کی رائے مانی تھی، پھر بعض دفعہ دوسری جنگوں کے معاملات میں صحابہ کے مشورہ کو بہت اہمیت دی جنگ احد میں ہی صحابہ کے مشورے سے آپؐ وہاں گئے تھے ورنہ آپؐ پسند نہ کرتے تھے۔ آپ کا تو یہ خیال تھا کہ مدینہ میں رہ کر مقابلہ کیا جائے اور جب اس مشورہ کے بعد آپؐ ہتھیار بند ہو کر نکلے تو صحابہ کو خیال آیا کہ آپؐ کی مرضی کے خلاف فیصلہ ہوا ہے، عرض کی یہیں رہ کر مقابلہ کرتے ہیں۔ تب آپؐ نے فرمایا کہ نہیں نبی جب ایک فیصلہ کر لے تو اس سے پھر پیچھے نہیں ہٹتا، اب اللہ تعالیٰ پر توکل کرو اور چلو۔ پھر یہ بھی صورت حال ہوئی کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر تمام صحابہؓ کی متفقہ رائے تھی کہ معاہدہ پر دستخط نہ کئے جائیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کی رائے کے خلاف اس پر دستخط فرما دیئے۔ اور پھر دیکھیں اللہ تعالیٰ نے اس کے کیسے شاندار نتائج پیدا فرمائے۔ تو مشورہ لینے کا حکم تو ہے تا کہ معاملہ پوری طرح نتھر کر سامنے آ جائے لیکن ضروری نہیں ہے کہ مشورہ مانا بھی جائے تو آپؐ کی سنت کی پیروی میں ہی ہمارا نظام شوریٰ بھی قائم ہے، خلفاء مشورہ لیتے ہیں تا کہ گہرائی میں جا کر معاملات کو دیکھا جا سکے لیکن ضروری نہیں ہے کہ شوریٰ کے تمام فیصلوں کو قبول بھی کیا جائے اس لئے ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ شوریٰ کی کارروائی کے آخر پر معاملات زیر غور کے بارے میں جب رپورٹ پیش کی جاتی ہے تو اس پر یہ لکھا ہوتا ہے کہ شوریٰ یہ سفارش کرتی ہے، یہ لکھنے کا حق نہیں ہے کہ شوریٰ یہ فیصلہ کرتی ہے۔ شوریٰ کو صرف سفارش کا حق ہے۔ فیصلہ کرنے کا حق صرف خلیفہ وقت کو ہے۔ اس پر کسی کے ذہن میں یہ بھی سوال اٹھ سکتا ہے کہ پھر شوریٰ بلانے کا یا مشورہ لینے کا فائدہ کیا ہے، آج کل کے پڑھے لکھے ذہنوں میں یہ بھی آ جاتا ہے تو جیسا کہ میں پہلے بھی کہہ آیا ہوں کہ مجلس مشاورت ایک مشورہ دینے والا ادارہ ہے۔ اس کا کردار پارلیمنٹ کا نہیں ہے جہاں فیصلے کئے جاتے ہیں۔ آخری فیصلے کے لئے بہرحال معاملہ خلیفہ وقت کے پاس آتا ہے اور خلیفہ وقت کو ہی اختیار ہے کہ فیصلہ کرے، اور یہ اختیار اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے۔ لیکن بہرحال عموماً مشورے مانے بھی جاتے ہیں جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا سوائے خاص حالات کے، جن کا علم خلیفہ وقت کو ہوتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ بعض حالات میں بعض وجوہات جن کی وجہ سے وہ مشورہ رد کیا گیا ہو ان کو خلیفہ وقت بتانا نہ چاہتا ہو ایسی بعض مجبوریاں ہوتی ہیں۔ تو بہرحال کہنے کا مقصد یہ ہے کہ مشورہ لینے کا فائدہ ہوتا ہے۔ کیونکہ مختلف ماحول کے، مختلف قوموں کے، مختلف معاشرتی حالات کے لوگ، زیادہ اور کم پڑھے لکھے لوگ مشورہ دے رہے ہوتے ہیں پھر آج کل جب جماعت پھیل گئی ہے، مختلف ملکوں کے لحاظ سے ان کے حالات کے مطابق مشورے پہنچ رہے ہوتے ہیں تو خلیفہ وقت کو ان ملکوں میں عمومی حالات اور جماعت کے معیار زندگی اور جماعت کے دینی روحانی معیار اور ان کی سوچوں کے بارے میں علم ہو جاتا ہے ان مشوروں کی وجہ سے۔ اور پھر جو بھی سکیم یا لائحہ عمل بنانا ہو اس کو بنانے میں مدد ملتی ہے۔ غرض کہ اگر ملکوں کی شوریٰ کے بعض مشورے ان کی اصلی حالت میں نہ بھی مانے جائیں تب بھی خلیفہ وقت کو دیکھنے اور سننے سے بہرحال ان کو فائدہ ہوتا ہے۔ مشورہ دینے والے کا بہرحال یہ فرض بنتا ہے کہ نیک نیتی سے مشورہ دے اور خلیفہ وقت کا یہ حق بھی ہے اور فرض بھی ہے کہ وہ جماعت سے مشورہ لے۔ حضرت عمرؓ تو فرمایا کرتے تھے کہ "لَا خِلَافَةَ اِلَّا عَنْ مَشْوَرَةٍ" کہ خلافت کا انعقاد مشورہ اور رائے لینے کے بغیر درست نہیں۔ اور یہ بھی کہ خلافت کے نظام کا ایک اہم ستون مشاورت ہی ہے۔

(كنزالعمال كتاب الخلافة جلد ۳ صفحه ۱۳۹)

تو جماعتی ترقی کے لئے اور کامیابیاں حاصل کرنے کے لئے ایک انتہائی اہم چیز ہے، جیسا کہ حضرت عمرؓ کا قول ہے کیونکہ قوم کی مشترکہ کوششیں ہوں تو پھر کامیابی کی راہیں کھلتی چلی جاتی ہیں۔

پھر ایک اور روایت ہے جس سے مشورے کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ حضرت علی بن ابو طالبؓ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے بعد اگر ہمیں کوئی ایسا امر درپیش ہوا جس کے بارے میں وحی قرآن نازل نہیں ہوئی اور نہ ہی ہم نے آپ سے کچھ سنا تو ہم کیا کریں گے۔ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسے معاملے کو حل کرنے کے لئے مومنوں میں

M. S. DOUBLE GLAZING LTD

Supplier & Installers

UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries

For Friendly Quote Please Contact: ***Muhammad Sajid Qamar***

Tel: 020 8664 8040 Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685

Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee

احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

KENWRIGHT & LYNCH SOLICITORS
& COMISSIONERS FOR OATHS

Our legal advice includes:

Immigration, Asylum , Nationality ,Work Permits, Business Visas, ECO matters & Appeals, Conveyancing, Landlord & Tenants, Family & Ancillary matters, & Employment .

Contact:

Muzaffar Mansoor Solicitor & Expert Witness Asylum Cases,

Robyn Lynch, Martin Chambers - Solicitors.

2 Mitcham Road Tooting Broadway London SW17 0TF

Tel: 020 8767 1211 Fax: 020 8672 0486.

Freephone: 0800 716929

Email: Kenwrightlynch@legaleys.fsnet.co.uk

LEGAL AID FRANCHISE

سے علماء کو یا عبادت گزار لوگوں کو جمع کرنا اور اس معاملے کے بارے میں ان سے مشورہ کرنا اور ایسے معاملے کے بارے میں فرد واحد کی رائے پر فیصلہ نہ کرنا۔ (کنزالعمال جلد ۲ صفحہ ۳۴۰)

اس حدیث کی طرف بھی جماعت کو توجہ کرنی چاہئے اور دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ جماعت میں ہمیشہ دینی علوم کے بھی اور دوسرے علوم کے بھی ماہرین پیدا فرماتا رہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ عبادالرحمٰن پیدا فرمائے اور ہمیں عبادالرحمٰن بنائے تاکہ خلیفہ وقت کو مشورہ دینے میں بھی کبھی دقت پیش نہ آئے اور ہمیشہ مشورے سن کر یہ احساس ہو کہ ہاں یہ نیک نیتی سے دیا گیا مشورہ ہے یہ نیک نیتی پر مبنی مشورہ ہے۔ اور اس میں اپنی ذات کی کسی قسم کی کوئی ملونی نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے احباب جماعت سے مشورہ طلب کرنے کے بارے میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بعض امور جب پیش آتے تو آپؑ سال میں دو تین چار بار بھی اپنے خدام کو بلا لیتے کہ مشورہ کرنا ہے۔ کسی جلسے کی تجویز ہوتی تو یاد فرما لیتے، کوئی اشتہار شائع کرنا ہوتا تو مشورہ کے لئے طلب کر لیتے۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۲۷ء صفحہ ۱۴۴)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجلس شوریٰ میں خلیفہ وقت کی حیثیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ مجلس شوریٰ ہو یا صدر انجمن احمدیہ خلیفہ کا مقام بہرحال دونوں کی سرداری ہے انتظامی لحاظ سے وہ صدر انجمن احمدیہ کا رہنما ہے اور آئین سازی اور بجٹ کی تعیین کے لحاظ سے وہ مجلس شوریٰ کے نمائندوں کے لئے بھی صدر اور رہنما کی حیثیت رکھتا ہے۔ (الفضل ۲۷/اپریل ۱۹۳۸ء)

تو اس اصول کے تحت تمام ممالک کی مجالس شوریٰ کی رپورٹس خلیفہ وقت کے پاس پیش ہوتی ہیں اور خلیفہ وقت جائزہ لے کر فیصلہ کرتا ہے لیکن ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ کیونکہ ہر ملک کی مجلس شوریٰ کی صدارت کرنا تو خلیفہ وقت کے لئے اب ممکن نہیں رہا کہ ہر ملک میں مجلس شوریٰ ہو رہی ہو وہاں جائے اور صدارت کرے، خلیفہ وقت کسی کو اپنا نمائندہ مقررہ کرتا ہے جو صدارت کر رہا ہوتا ہے۔ تو یہ بات بھی نمائندگان شوریٰ کو یاد رکھنی چاہئے کہ جو بھی شوریٰ کی کارروائی کی صدارت کر رہا ہو وہ خلیفہ وقت کا نمائندہ ہوتا ہے۔

پھر حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ: ’’خلیفہ نے اپنے کام کے دو حصے کئے ہوئے ہیں، ایک حصہ انتظامی ہے، اس کے عہدیدار مقرر کرنا خلیفہ کا کام ہے۔.......... دوسرا حصہ خلیفہ کا کام اصولی ہے اس کے لئے وہ مجلس شوریٰ کا مشورہ لیتا ہے‘‘۔ تو فرمایا ’’پس مجلس شوریٰ اصولی کاموں میں خلیفہ کی جانشین ہے‘‘۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۳۰ء صفحہ ۳۶)

اس لئے نمائندگان شوریٰ کو یہ بھی ذہن میں رکھنا چاہئے کہ ان کی ذمہ داری شوریٰ کے اجلاس کے بعد ختم نہیں ہو جاتی بلکہ ایک دفعہ کا منتخب کردہ نمائندہ مجلس شوریٰ پورے سال تک کے لئے نمائندہ ہی رہتا ہے تاکہ اصولی باتوں میں مدد کر سکے اور شوریٰ کی کارروائی میں جو فیصلے ہوئے ہیں، جو اصولی باتیں ہوئی ہیں ان پر عمل درآمد کرانے میں تعاون بھی کرے اور پوری ذمہ داری سے مقامی انتظامیہ کی مدد بھی کرے۔ گو فیصلہ سے ہٹی ہوئی بات دیکھ کر جو بھی شوریٰ میں ہوئی ہو۔ ممبران شوریٰ براہ راست تو مقامی انتظامیہ کے معاملات میں دخل اندازی نہیں کر سکتے ورنہ اس طرح تو ایک ٹکر کی صورت پیدا ہو جائے گی لیکن ان کو توجہ ضرور دلا سکتے ہیں کہ یہ یہ فیصلے ہوئے تھے، اس طرح کارروائی ہونی چاہئے تھی، یہ ہماری جماعت میں نہیں ہو رہی۔ اور جیسا کہ میں نے کہا توجہ کے ساتھ ساتھ عملدرآمد کرانے کے لئے ان سے تعاون بھی کریں اور اگر دیکھیں کہ مقامی انتظامیہ پوری طرح جو شوریٰ کے فیصلے ہوئے ان پر عمل نہیں کر رہی تو پھر نظام جماعت قائم ہے وہ مرکز کو توجہ دلا سکتے ہیں، خلیفہ وقت کو اس بارے میں لکھ سکتے ہیں۔ تو یہ اطلاع دینا بھی ممبران شوریٰ کا فرض ہوتا ہے کہ سارا سال جب تک وہ ممبر ہیں ان معاملات پر عملدرآمد کرانے میں مدد کریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں اس کے یعنی خلافت کے اغراض و مقاصد بتائے ہیں، قرآن مجید میں اس کے کام کرنے کا طریق بھی بتا دیا ہے۔ ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ۔ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ﴾۔ مجلس شوریٰ کو قائم کرو، ان سے مشورہ لے کر غور کرو، پھر دعا کرو، جس پر اللہ تعالیٰ تمہیں قائم کر دے اس پر قائم ہو جاؤ۔ تو خلیفہ وقت کا یہ کام ہے کہ شوریٰ کے مشوروں کے بعد دعا کر کے فیصلہ کرے۔ اور جب کوئی فیصلہ کر لے پھر اس پر قائم ہو جائے جیسا کہ قرآن کریم میں حکم ہے۔ فرمایا کہ وہ خواہ اس مجلس کے مشورہ کے خلاف بھی ہو تو خدا تعالیٰ مدد کرے گا۔ خدا تعالیٰ تو کہتا ہے جب عزم کر لو تو اللہ پر توکل کرو گویا ڈرو نہیں اللہ تعالیٰ خود تمہاری تائید و نصرت کرے گا۔ اور یہ لوگ چاہتے ہیں (یعنی جو لوگ چاہتے ہیں خلیفہ ان کی باتوں کے پیچھے چلے کہ خواہ خلیفہ کا منشاء کچھ ہو اور خدا تعالیٰ اسے کسی بات پر قائم کرے) مگر وہ چند آدمیوں کی رائے کے خلاف نہ کرے۔ بعض لوگ چاہتے ہیں کہ ان کی رائے پر ہی چلا جائے۔ خلیفے خدا مقرر کرتا ہے اور آپ ان کے خوفوں کو دور کرتا ہے جو شخص دوسروں کی مرضی کے موافق ہر وقت ایک نوکر کی طرح کام کرتا ہے اس کو خوف کیا اور اس میں مؤحد ہونے کی کونسی بات ہے۔ حالانکہ خلفاء کے لئے تو یہ ضروری ہے کہ خدا انہیں بناتا ہے اور ان کے خوف کو امن سے بدل دیتا ہے اور وہ خدا ہی کی عبادت کرتے ہیں اور شرک نہیں کرتے۔ فرمایا کہ اگر نبی کو بھی ایک شخص نہ مانے تو اس کی نبوت میں فرق نہیں آتا وہ نبی ہی رہتا ہے۔ یہی حال خلیفہ کا ہے اگر اس کو سب چھوڑ دیں پھر بھی وہ خلیفہ ہی ہوتا ہے کیونکہ جو حکم اصل کا ہے وہ فرع کا بھی ہے۔ خوب یاد رکھو کہ جو شخص محض حکومت کے لئے خلیفہ بنا ہے تو جھوٹا ہے اور اگر اصلاح کے لئے خدا کی طرف سے کام کرتا ہے تو خدا کا محبوب ہے خواہ ساری دنیا اس کی دشمن ہو۔ (منصب خلافت انوار العلوم جلد ۲ صفحہ ۵۳-۵۴)

اب میں نمائندگان شوریٰ کے لئے جن اہم باتوں کو ذہن میں رکھنا چاہئے ان کو خلاصۃً پیش کرتا ہوں اور یہ باتیں عمومی طور پر احباب جماعت کے بھی علم میں ہونی چاہئیں۔ ہو سکتا ہے کل کو یہ بھی ممبر مجلس شوریٰ بن جائیں۔ تو یہ باتیں حضرت مصلح موعودؓ نے نمائندگان شوریٰ کو بیان فرمائی تھیں۔

(خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۲۲ء صفحہ ۸ تا ۱۳)

لیکن یہ آج بھی اتنی ہی اہم ہیں جتنی آج سے ۸۰ سال پہلے اہم تھیں اور ضروری تھیں اس لئے ان کو ہمیشہ اس لحاظ سے پیش نظر رکھنا چاہئے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ شوریٰ میں جب شامل ہوں تو محض للہ شامل ہوں۔ یعنی جب رائے دیں تو یہ سوچ کر دیں کہ ہم نے اپنی آراء اللہ تعالیٰ کی خاطر دینی ہیں۔ پھر یہ ہے کہ خالی الذھن ہو کر دعا سے شامل ہوں۔ ذاتی باتوں کو دل سے نکال دیں، اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے شوریٰ کے اجلاس کے دوران بھی دعاؤں میں مصروف رہیں اور دعاؤں میں لگے رہیں۔ پھر یہ ہے کہ اپنی رائے منوانے کی نیت نہ ہو۔ کسی کی رائے بھی مفید ہو سکتی ہے۔ یہ نہیں ہے کہ جس طرح دنیا کی پارلیمنٹیں، اسمبلیاں ہوتی ہیں وہاں بحث وتمحیص شروع ہو جاتی ہے۔ بحث کرنے کا کوئی حق نہیں۔ رائے دیں اور بیٹھ جائیں۔ اگر آپ کی رائے میں وزن ہو گا، لوگوں کو پسند آئے گی خود اس کے حق میں عمومی رائے بن جائے گی۔ اگر نہیں تو آپ کا کام صرف نیک نیتی سے جو بھی ذہن میں بات آئی اس کا اظہار کرنا تھا وہ کر دیا۔ اور اس کے لئے یہ بھی ہے کہ دوسروں کی رائے کو غور سے سنیں۔ آپ نے ایک رائے اپنے ذہن میں بنائی ہے ہو سکتا ہے کہ جب دوسرا اس سے پہلے آ کے اپنی رائے دے دے تو آپ اپنی رائے چھوڑ دیں۔ پھر یہ ہے کہ کسی کی خاطر رائے نہ دیں۔ کسی رائے سے صرف اس لئے اتفاق نہ کریں کہ یہ میرے دوست یا عزیز نے رائے دی ہے یا میری جماعت کے فلاں فرد نے یہ رائے دی ہے۔ آزادانہ رائے ہونی چاہئے، خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لئے ہونی چاہئے اور پھر یہ ہے کہ کسی حکمت کے تحت کبھی کوئی رائے نہ دیں بلکہ یہ مدنظر ہو کہ جو سوال درپیش ہے اس کے لئے کون سی بات مفید ہے، یہ نہیں کہ فلاں حکمت حاصل کرنی ہے۔ پھر یہ ہے کہ سچی بات تسلیم کرنے سے پرہیز نہ کریں، پہلے بھی میں نے بتایا ہے خواہ اسے کوئی بھی پیش کر رہا ہو، بعض لوگ صرف اس لئے مخالفت کر دیتے ہیں بعض باتوں کی کہ پیش کرنے والا کم پڑھا لکھا یا دیہاتی مجلس کا آیا ہوا ہے۔ پھر یہ ہے کہ رائے قائم کرنے کے بارے میں جلد بازی سے کام نہ لیں۔ اپنی رائے کو کبھی اس طرح نہ سمجھیں کہ یہ بہت مضبوط ہے اور کبھی غلط نہیں ہو سکتی۔ اس وجہ سے اس پر اصرار کرتے رہیں۔

پھر یہ ہے کہ رائے دیتے وقت احساسات کی پیروی نہیں ہونی چاہئے۔ مجھے یہ احساس ہے، یہ احساس ہے، یہ احساس ہے، بلکہ واقعات کو مدنظر رکھنا چاہئے، تائیدی طور پر یہ احساسات تو پیش کئے جا سکتے ہیں لیکن عمومی طور پر جب رائے دے رہے ہوں تو واقعات پیش ہونے چاہئیں، معین اعداد و شمار پیش ہونے چاہئیں، جس کی روشنی میں دوسرا بھی رائے قائم کر سکے۔ اور وہ بات کریں جس میں دینی فائدہ ہو۔ اصل مقصد تو دین کی ترقی ہے نہ کہ اپنی بڑائی یا علم کا اظہار کرنا ہے۔ اس لئے ہر مشورہ اسی سوچ کے ساتھ ہونا چاہئے۔ پھر یہ ہے کہ ایسی رائے کو سوچ سمجھ کے آنا چاہئے، شوریٰ میں ایسے ایجنڈے آنے چاہئیں جو مخالفین کے مقابلہ میں اعلیٰ اور مؤثر ہوں صرف چھوٹی چھوٹی باتوں پہ شوریٰ میں ایجنڈے پیش نہ ہوں ہم نے دنیا کا

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

مقابلہ کرنا ہے۔اور اسلام کو دنیا میں پھیلانا ہے تو ٹھوس اور جامع منصوبہ بندی اس لحاظ سے ہونی چاہئے۔ فروعات پر بحث نہ ہو بلکہ واقعہ کو دیکھیں کہ مفید ہے یا مضر ہے کیونکہ اس طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ بعض چھوٹی چھوٹی باتوں پر بلاوجہ بحثیں چلتی رہتی ہیں اور طول پکڑ جاتی ہیں۔

پھر یہ ہے کہ جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ اگر آپ کی رائے دینے سے پہلے کوئی اور رائے دے چکا ہے اس معاملے میں اور وہ آپ کی رائے سے مطابقت رکھتی ہے تو ضروری نہیں ہے کہ پھر سٹیج پہ آیا جائے اور میں آخر پہ سب سے اہم بات یہ کہنا چاہوں گا کہ آپ کا ہر عمل اور ہر مشورہ خدا تعالیٰ کی خاطر ہو، مختصراً میں نے پہلے بھی ذکر کیا ہے، تقویٰ کے پیش نظر ہو، اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے اس سے مدد مانگتے ہوئے مشورہ دیں کہ اے اللہ! ہم تو ہر علم کا مکمل احاطہ کئے ہوئے نہیں ہیں تو ہی ہماری مدد فرما اور ہماری صحیح رہنمائی فرما۔ تیرے نام پر، تیرے دین کی سربلندی کی خاطر، تیرے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو دنیا میں پھیلانے کی خاطر، ان کی لائی ہوئی شریعت کو دنیا میں قائم کرنے کی خاطر، تیرے مسیح و مہدی نے ہمیں ایک ہاتھ پر اکٹھا کیا ہے اور اس کام کو سرانجام دینے کے لئے مشورے کی خاطر خلیفہ وقت نے ہمیں بلایا ہے، تو ہمیں توفیق دے کہ صحیح مشورہ دے سکیں۔ ہماری ذات کی کوئی ملونی بیچ میں نہ ہو اور خالصتاً ہم تیری خاطر مشورہ دینے والے ہوں۔ صحیح راستے سمجھانے والا بھی تو ہے اور ذہنوں کو کھولنے والا بھی تو ہے، تو ہماری مدد فرما اور ہمیں اس مرحلے سے تقویٰ پہ چلتے ہوئے گزار۔ اگر اس سوچ کے ساتھ مجالس میں بیٹھیں گے اور مشورے دیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ بہت مدد فرمائے گا اور صحیح راستے بھی سمجھائے گا اور ایسی مجالس کی برکات سے بھی آپ فیضیاب ہوں گے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بات یہ ہے کہ جب انسان جذبات نفس سے پاک ہوتا ہے اور نفسانیت چھوڑ کر خدا کے ارادوں کے اندر چلتا ہے۔ اس کا کوئی فعل ناجائز نہیں ہوتا بلکہ ہر ایک فعل خدا کی منشاء کے مطابق ہوتا ہے جہاں لوگ ابتلاء میں پڑتے ہیں وہاں یہ امر ہمیشہ ہوتا ہے کہ وہ فعل خدا کے ارادہ سے مطابق نہیں ہوتا۔ خدا کی رضا اس کے برخلاف ہوتی ہے۔ ایسا شخص اپنے جذبات کے نیچے چلتا ہے۔ مثلاً غصے میں آکر کوئی ایسا فعل اس سے سرزد ہو جاتا ہے جس سے مقدمات بن جایا کرتے ہیں۔ فوجداریاں ہو جاتی ہیں۔ مگر اگر کسی کا ارادہ ہو تو بلا استصواب کتاب اللہ (یعنی اللہ تعالیٰ کے قرآن کریم کے اس حکم کے بغیر) اس کا حرکت و سکون نہ ہوگا۔ اور اپنی ہر ایک بات پر کتاب اللہ کی طرف رجوع کرے گا۔ یقینی امر ہے کہ کتاب اللہ مشورہ دے گی جیسے کہ فرمایا ﴿وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ﴾ (سورة الانعام:٦٠)۔ سو اگر ہم یہ ارادہ کریں کہ مشورہ کتاب اللہ سے لیں گے تو ہم کو ضرور مشورہ ملے گا لیکن جو اپنے جذبات کا تابع ہے وہ ضرور نقصان ہی میں پڑے گا۔ بسا اوقات وہ اس جگہ مواخذے میں پڑے گا سو اس کے مقابل اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ولی جو میرے ساتھ بولتے چلتے کام کرتے ہیں وہ گویا اس میں محو ہیں۔ سو جس قدر محویت میں کم ہے وہ اتنا ہی خدا سے دور ہے۔ لیکن اگر اس کی محویت ویسی ہے جیسا کہ خدا نے فرمایا تو اس کے ایمان کا اندازہ نہیں۔ ان کی حمایت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے 'من عادلی ولیا فقد اذنته بالحرب' (الحدیث) جو شخص میرے ولی کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے وہ میرے ساتھ مقابلہ کرتا ہے اب دیکھ لو متقی کی شان کس قدر بلند ہے اور اس کا پایہ کس قدر عالی ہے جس کا قرب خدا کی جناب میں ایسا ہے اس کا ستایا جانا خدا کا ستایا جانا ہے۔ تو خدا اس کا کس قدر معاون و مددگار ہوگا۔ لوگ بہت سے مصائب میں گرفتار ہوتے ہیں لیکن متقی بچائے جاتے ہیں بلکہ ان کے پاس جو آتا ہے وہ بھی بچایا جاتا ہے۔ مصائب کی کوئی حد نہیں انسان کا اپنا اندر اس قدر مصائب سے بھرا ہوا ہے، اس کا کوئی اندازہ نہیں۔ امراض کو ہی دیکھ لیا جائے کہ ہزارہا مصائب کے پیدا کرنے کو کافی ہیں لیکن جو تقویٰ کے قلعہ میں ہوتا ہے وہ ان سے محفوظ ہے۔ اور جو اس سے باہر ہے وہ ایک جنگل میں ہے جو درندہ جانوروں سے بھرا ہوا ہے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۹۔۱۰۔ طبع جدید)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنے تمام کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اب میں احباب جماعت کو دعا کی غرض سے بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ کل انشاء اللہ تعالیٰ میں افریقہ کے بعض ممالک کے دورے پہ جا رہا ہوں اور بعض ممالک ایسے ہیں جن میں خلیفہ وقت کا یہ پہلا دورہ ہے۔ اور ان ممالک میں جماعتیں بھی خلافت رابعہ میں قائم ہوئی تھیں۔ دعا کریں اور بہت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہر قدم پر اپنی رحمتوں اور فضلوں کے نشان دکھاتا رہے۔ اور دورے کو غیر معمولی کامیابی سے نوازے۔ اس کے فضل کے بغیر تو ہم ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکتے۔ اللہ تعالیٰ محض اور محض اپنے فضل سے دنیا کے ہر ملک میں اسلام اور احمدیت کی فتوحات کے نظارے دکھائے اور دشمن کے ہر شر سے ہر احمدی کو ہمیشہ محفوظ رکھے اور ہر احمدی کے ایمان و اخلاص کو بڑھاتا رہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کوشش ہوگی کہ وہاں سے بھی ایم ٹی اے کے ذریعے سے جماعت سے رابطہ رہے لیکن جس حد تک یہ ممکن ہو سکا۔ بعض ممالک میں سے شاید نہ ہو سکے لیکن بہرحال انشاء اللہ رابطہ رہے گا۔ دعاؤں میں یاد رکھیں۔

❀❀❀ ❀ ❀❀❀

بقیہ: رپورٹ دورہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ از صفحہ نمبر ١٢

١٦/مارچ بروز منگل

مورخہ ١٦/مارچ بروز منگل حضور انور اکرا سے Kasoa کے لئے روانہ ہوئے۔ پولیس کی گاڑیاں حضور انور کی گاڑی کو Escort کر رہی تھیں۔ Kasoa میں ایک قطعہ زمین موصیان کے لئے مخصوص قبرستان بنایا گیا ہے۔ قبرستان کے باہر احمدیوں کی کثیر تعداد نے حضور انور کا استقبال کیا۔ یہ زمین مکرم الحاج بی۔اے۔ بونسو (B.A.Bonsu) نے قبرستان کے لئے مہیا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا کرے۔

حضور انور ویسٹرن ریجن میں واقع ڈابوآسی ہسپتال (Daboase Hospital) پہنچے جہاں احمدی احباب کی کثیر تعداد نے نعرہ ہائے تکبیر اور کلمہ طیبہ کے ورد کے ساتھ استقبال کیا۔ یہ ہسپتال ١٩٩٤ء میں کرایہ کی ایک عمارت سے شروع کیا گیا تھا۔ اب اس کی خوبصورت عمارت ایک پہاڑی پر واقع ہے جو قدرتی حسن کا شاہکار ہے۔ حضور کی آمد پر ناصرات کے ایک گروپ نے اردو نظم 'مرحبا اے آنے والے مرحبا' پڑھی اور ایک بچی نے حضور انور کی خدمت میں پھولوں کا گلدستہ پیش کیا۔ اس ہسپتال میں موجودہ ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب نے ایک مسجد تعمیر کروائی ہے جس کا افتتاح حضور انور نے فرمایا۔ یہ چار میناروں اور ایک گنبد پر مشتمل خوبصورت مسجد ہے۔

تین بجے سہ پہر حضور انور کیپ کوسٹ (Cape Coast) کے قصبہ Abora کے لئے روانہ ہوئے۔ جب حضور مسجد بیت العلیم پہنچے تو احمدی مردوں اور عورتوں کی کثیر تعداد نے حضور کا استقبال کیا۔ یہ وہ مسجد ہے جس کی بنیاد کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے ایک اینٹ دعا کر کے ربوہ سے بھجوائی تھی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے بھی یہاں ١٩٨٨ء کے دورہ کے موقع پر نماز پڑھائی تھی۔

چار بج کر چالیس منٹ پر حضور انور سالٹ پانڈ کے لئے روانہ ہوئے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں ایک لمبا عرصہ جماعت احمدیہ غانا کا نیشنل ہیڈکوارٹر تھا۔ سارے ابتدائی مبلغین اور امراء کرام نے یہیں قیام فرمایا۔ حضور انور جب سالٹ پانڈ (Salt Pond) پہنچے تو دور و نزدیک سے آئے ہوئے احباب نے حضور کا استقبال کیا۔ مکرم مولوی عبدالغفار احمد صاحب مبلغ سلسلہ اور ریجنل صدر صاحب نے گرمجوشی سے حضور کا خیر مقدم کیا۔ حضور انور نے مشن ہاؤس کی دومنزلہ عمارت کا معائنہ فرمایا۔ اس دوران باہر کھڑے احباب مسلسل نعرے لگاتے رہے۔ حضور انور سڑک کی جانب کھلنے والی کھڑکی سے ہاتھ ہلا کر نعروں کا جواب دیا۔ حضور انور کا چہرہ مبارک دیکھتے ہی احباب کا جوش و خروش زیادہ ہو گیا اور نعروں کی آوازیں مزید بلند ہو گئیں۔ اس کے بعد حضور نے احمدیہ ایجوکیشن یونٹ کا معائنہ کیا اور سمندر کے کنارے وہ جگہ دیکھی جہاں جلسہ ہائے سالانہ منعقد ہوا کرتے تھے۔ حضور سالٹ پانڈ کی مسجد میں بھی تشریف لے گئے۔ پانچ بجے کے بعد حضور انور اکرا کے لئے روانہ ہو گئے۔

١٧/مارچ بروز بدھ

دورے کے پانچویں روز مورخہ ١٧/مارچ بروز بدھ کو حضور انور نے مبلغین کرام، نصرت جہاں کے تحت کام کرنے والے اساتذہ اور ڈاکٹر صاحبان اور بعض جماعتی عہدیداروں کے ساتھ مع فیملی ملاقاتیں فرمائیں۔ ایک بجے کے بعد حضور Abura Botanical Garden تشریف لے گئے جہاں مختلف قسم کے درخت اور پودے ملاحظہ فرمائے۔ اسی مقام پر حضور انور نے مرکزی اساتذہ اور ڈاکٹر صاحبان، سیرالیون اور لائبیریا سے تشریف لانے والے مبلغین کے ساتھ کھانا تناول فرمایا۔ کھانے سے فارغ ہو کر حضور کی خدمت میں واقفات نو بچیوں نے 'اے مسیحا نفس، اے مہ دلربا، تخت مہدی کے وارث، امام الزماں'' کورس کی صورت میں خوش الحانی کے ساتھ پیش کی۔ اور دیگر احباب اور مبلغین نے بھی نظمیں سنائیں۔

اکرا واپس پہنچنے پر مملکت غانا کے نائب صدر H.E.Alhaj Aliu Mahama ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ اور بڑے خوشگوار ماحول میں یہ ملاقات ہوئی۔ حضور انور نے انہیں ''اَلَيْسَ اللّٰهُ'' والی انگوٹھی تحفۃً پیش کی۔ اس کے بعد حضور انور نے سرکٹ مشنریز سے ریجن وائز ملاقات کی۔ ملاقاتوں کا یہ سلسلہ رات ٩ بجے تک جاری رہا جس میں ١١٠ سرکٹ مبلغین اور داعیان الی اللہ نے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

خلافت خامسہ کی برکت سے انقلاب نو

ہر قدم میں میرے مولیٰ نے دئے مجھ کو نشاں   ہر عدو پر حجت حق کی پڑی ہے ذوالفقار

(دوست محمد شاهد۔مورخ احمدیت)

بیسویں اوراکیسویں صدی کا یہ المیہ ہے کہ پاکستان کے احراری اور کانگرسی ذہن رکھنے والے علماء ظواہر ۱۹۴۸ء سے تخلیق پاکستان کے چیمپئن اور اس کے اجارہ دار اور ٹھیکیدار بنے ہوئے ہیں ۔حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ پاکستان کو ''پلیدستان'' اور پاکستانیوں کو'' نام نہاد مسلمان'' یقین کرتے ہیں اوران کا عقیدہ ہے کہ پاکستان'' اسلام کا باغی'' ملک ہے جس کے مقابل ہم ہندو ہندوستان کو پسند کریں گے۔

(تاریخ احرار صفحہ ۶۰،۵۹ از چوہدری افضل حق طبع دوم ناشر مکتبہ مجلس احرار اسلام پاکستان اشاعت مارچ ۱۹۶۸ء)۔

مفکر احرار چوہدری افضل حق صاحب کو مسلّم ہے کہ ''جمیعۃ العلماء'' کانگریس کی امدادی جماعت تھی وہ کانگریس کے فیصلوں پر مذہبی جواز کا فتویٰ دے کر مسلمانوں میں اسے محترم بناتی تھی۔

(’خطبات احرار‘ صفحہ ۹۳ مطبوعہ مارچ ۱۹۴۴ء)

کانگریس کے جبہ دار ایجنٹوں کے اس دائمی مسلک کا خمیازہ جماعت احمدیہ کو ۳۱/دسمبر ۱۹۲۹ء سے بھگتنا پڑا ہے جبکہ آل انڈیا کانگریس کے اجلاس راوی کے پلیٹ فارم پر مجلس احرار کا قیام عمل میں آیا۔ پاکستان کو نقشۂ عالم میں نمودار ہوئے ۵۷ سال ہورہے ہیں اور چونکہ راقم الحروف تحریک پاکستان کے قدیم کارکنوں میں شامل ہے اور ۱۹۴۶ء کے معرکہ آراء انتخاب میں مسلم لیگ کی تائید میں قائم ہونے والے مرکز قادیان کے مرکزی شعبہ (زیرانتظام حضرت قمرالانبیاء مرزا بشیر احمد صاحبؓ) میں مفوضہ خدمت بجا لانے کی توفیق پاچکا ہے اس لئے میں خاص طور پر یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ جاتا ہوں کہ کانگرسی ملّاؤں نے جماعت احمدیہ کے سرفروشوں کا یہ'' جرم'' آج تک معاف نہیں کیا کہ اُس نے قائداعظم کے دست و بازو کی حیثیت سے تحریک پاکستان کے قیام میں کیوں مثالی حصہ لیا اور ان کی طرح گاندھی ،نہرو اور پٹیل کو اپنا سیاسی پیشوا تسلیم کرنے سے کیوں انکار کردیا۔اس سے باطنی بغض و عناد کے شعلے اُن عظیم شخصیتوں کے خلاف ہمیشہ شدّت سے ابھرتے رہے ہیں جو پاکستان اور جماعت احمدیہ دونوں کے بطل جلیل ہیں اور حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں ،حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب اور ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نوبیل انعام یافتہ کے خلاف مسلسل پرفریب پراپیگنڈا اسکی واضح مثال ہے۔ڈاکٹر عبدالسلام عالم اسلام کے درخشندہ ستارے تھے جن پر ہر سچا مسلمان خواہ وہ کسی ملک کا باشندہ ہے ہمیشہ فخر کرتا رہے گا۔ پاکستان کے اخبار مشرق (۱۸ فروری ۱۹۸۰ء صفحہ ۳) نے ڈاکٹر صاحب (نوراللہ مرقدہ) کے نوبیل پرائز کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:۔

''عبدالسلام ایک محبّ وطن پاکستانی ہے جس کے دل میں وطن کے لئے درد ہے اس جذبہ کے تحت انہوں نے انعام کی ساری رقم حکومت پاکستان کے حوالے کردی ہے تاکہ سائنس کی ترویج میں خرچ کی جائے۔''

لیکن پاکستان اوراحمدیت کے دشمن اوراُن کے قلمکار اس وقت بھی (جبکہ ساری دنیا بالخصوص پاکستان بے شمار فتنوں اور مصائب میں گھرا ہوا ہے اور خود دہشت گرد ملّاؤں کے ہاتھوں شعلۂ جوّالہ بنا ہوا ہے۔) فرقہ پرستی کی آگ سے ہمارے وطن عزیز کو فنا کرنے پر تُلے ہوئے ہیں اور نہایت درجہ بے حجابی سے یہ مفتریانہ پراپیگنڈا جاری رکھے ہوئے ہیں کہ:۔

''سی آئی اے نے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے ''کاران خاص'' کی وساطت سے اس پروگرام سے متعلقہ خفیہ معلومات حاصل کیں اوراس'' کارکردگی'' کا ''انعام'' انہیں نوبیل پرائز کے ایک تہائی حصے کی شکل میں دلوایا گیا۔ارض پاکستان کے ایٹمی رازوں کے اس جاسوس کی پروجیکشن انہی خدمات کے صلے میں کی گئی۔ ڈاکٹر عبدالسلام کو نوبیل پرائز دلوانے والی پس پردہ قوتوں نے ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو بین السطور یہ پیغام دیا کہ جب بھی پاکستانی اقتدار واختیار کی شہ نشینوں پر ایسے'' خاکی''،متمکن ہونگے ،جو ڈاکٹر عبدالسلام کے ہم مذہبوں کے دوستانہ حصار کی قید میں ہونگے تو تمہیں بھی ''نقش عبرت'' بنادیا جائے گا ۔اب تو سی آئی اے کے سربراہ بھی تسلیم کرچکے ہیں کہ ان کا ادارہ پاکستان کے ایٹمی راز جاننے کے لئے سرگرم عمل رہا ہے ۔ڈاکٹر عبدالسلام اور دیگر'' پرویزی''اور قادیانی سائنسدان پاکستان کے نیوکلیئر ٹیکنالوجی کے پروگرام ،اس کے حجم،اس کی اہلیت ،ادارہ جاتی تنظیم اور ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی سرگرمیوں کے بارے معلومات دہلی ،تل ابیب اور واشنگٹن کو فراہم کرتے رہے ہیں۔'' (کالم حافظ شفیق الرحمن ۔اخبار دن ۸ فروری ۲۰۰۴ء صفحہ ۱۰)

ہٹلر کی نازی حکومت کے وزیر اشاعت گوئبلز پاول اڑواف GOEBBELS PAUL (JOSEPH 1897-1945) تقریر وتحریر کا ماہر تھا اور احراری مقررین کی مانند جوش خطابت میں جھوٹ کے خیالی قلعے تعمیر کرنا اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا اس کا نظریہ تھا کہ طاقت وقوت خود اپنا جواز پیش کرتی ہے اور بڑے بڑے جھوٹ کو مختلف انداز سے دہراتے رہنا چاہئے تاکہ وہ ذہنوں میں سچ بن کر خود بخود اتر سکے۔ گوئبلز اگر آج زندہ ہوتا تو اپنے'' حافظ قرآن''اور منبرومحراب کے'' وارثوں'' کو رشک کی نگاہ سے دیکھتا کہ اس کے یہ مرید فن کذب طرازی میں اس سے بڑھ کر فن کذب طرازی کے جوہر دکھلا رہے ہیں اس کا دل یہ دیکھ کر باغ باغ ہوجاتا کہ اس کے ان مریدوں اور مذہبی بہروپیوں نے اپنے خود ساختہ اسلام میں کذب صریح یعنی سفید جھوٹ کو اپنے عقیدہ کا جزو اعظم بنا لیا ہے جیسا کہ ان کے'' حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی'' کا باقاعدہ شرعی فتویٰ ہے کہ'' احیائے حق کے واسطے کذب درست ہے مگر تا امکان تعریض سے کام لیوے اگر ناچار ہو تو کذب صریح بولے۔''

(فتاوی رشیدیہ کامل صفحہ ۴۶۰ ناشر محمد سعید اینڈ سنز ۔قرآن محل ۔کراچی)

احراری اوران کے ہم مشرب کا جھوٹ کو جہاد کا درجہ دینا دراصل گوئبلز کے ان علمبرداروں کی ایک مجبوری بھی ہے اور وہ یہ کہ اُنکے اعتقاد حضرت عیسیٰ کے متعلق عیسائیوں سے مستعار ہیں صرف نام کا فرق ہے اس لئے وہ غیر مسلموں کو اسلام کی تبلیغ نہیں کرسکتے اور نہ جہاد کبیر (اشاعت قرآن) میں حصہ لے سکتے ہیں ۔چنانچہ مفکر احرار چوہدری افضل حق نے اپریل ۱۹۴۵ء کے جلسہ عام دہلی میں کھلا اعتراف کیا ''کسی احراری لیڈر کو یہ کہتے نہیں سنا کہ مسلمانو تم بھی اپنے دینی اور تبلیغی فرض کو ادا کرو اور غیر مسلموں میں اسلام کا تحفہ پیش کرو ......نتیجہ یہ ہے کہ عام مسلمانوں میں کوئی تبلیغی حس نہیں علماء، امراء اور صوفیاء موجود ہیں مگر ان کی اس طرف توجہ نہیں ہر ایک اپنی دکان چلانے میں مصروف ہے اور کاردیں سے سب غافل ہیں ۔ ننانوے فی صدی مسلمانوں کو...... یہ توفیق نہیں ہوئی کہ عمر میں ایک دفعہ کسی غیر مسلم کو تبلیغ دیں کریں۔''

(خطبات احرار صفحہ ۷۴)

بیکسے شد دین احمد ہیچ خویش و یار نیست
ہر کسے با کار خود با دینِ احمد کار نیست

اب'' محافظین ختم نبوت'' کا کارنامہ سنئے کہ انہوں نے ڈاکٹر عبدالسلام کے نوبیل پرائز کا اعزاز ملنے سے قبل ہی یہ پرزور مطالبہ کیا ہے'' ہمارے ملک کے کسی شعبہ زندگی میں کمیونسٹ قادیانی اور دوسرا کوئی دشمن موجود نہیں ہونا چاہئے لیکن کم ازکم ایٹمی توانائی کے مراکز تو ان دشمنوں سے پاک ہونے چاہئیں۔''

(اداریہ ’لولاک‘ ۳۰ ستمبر ۱۹۷۹ء صفحہ ۵۔۴)

پیر تسمہ پا کے اس احتجاج پر تمام احمدی سائنسدانوں کو جس طرح نہایت بے رحمی اور سفّا کی سے نکال باہر کیا گیا وہ احسان فراموشی کی تاریخ کا سیاہ ترین باب ہے۔

مگر خدا کے ہاں دیر تو ہے اندھیر ہرگز نہیں چنانچہ خلافت خامسہ کے بابرکت دور کے اوّلین جلسہ قادیان کے معاً بعد جہاں جنوبی ایشیا خصوصاً انڈو پاکستان کے نئے خوشگوار تعلقات نے اس خطہ کے پورے ماحول کا نقشہ یکسر بدل دیا ہے وہاں اس کے صرف چند ہفتے بعد پاکستان کے ہیرو اور شہرت یافتہ ایٹمی سائنسدان جناب عبدالقدیر خان صاحب جنہیں ملاّؤں کے اہل قلم گماشتے قائداعظم کے اکلوتے معنوی فرزند'' قرار دے رہے ہیں یکایک ۴ رفروری ۲۰۰۴ء کی شام کو پاکستان ٹی وی سکرین پر دکھلائی دئے اور یہ بیان دے کر پاکستان کے مکاّر ملاّؤں کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی کہ:۔

''میں ان ثبوتوں اور نتائج کی روشنی میں رضا کارانہ طور پر تسلیم کرتا ہوں اور قوم سے غیر مشروط معافی مانگتا ہوں کہ وہ ایسی سرگرمیوں میں (یعنی ایران ، لیبیا اور جنوبی کوریا کو ایٹمی ٹیکنالوجی منتقل کرنے کی سازش ۔ناقل) غیر قانونی طور پر ملوّث رہے ہیں۔'' (اخبار دن ۵ فروری ۲۰۰۴ء صفحہ ۲)

اس تہلکہ انگیز بیان نے پورے ملک کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ہے۔پاک فوج کے سابق سربراہ مرزا اسلم بیگ نے کہا کہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے بارے میں ثبوت مل گیا ہے اس سے پاکستانی قوم جو اُن کو اپنا ہیرو سمجھتی ہے اور جو لوگ اُن سے پیار کرتے ہیں ان کو بڑا دکھ ہوگا یہی ان کے لئے سزا ہے۔''

(اخبار دن ۲ فروری ۲۰۰۴ء صفحہ ۲)

اس بیان نے مذہب کے بیوپاریوں پر بجلی نہیں گویا'' اسلامی بم'' گرا دیا ہے چنانچہ ان کے ناقوس خصوصی حافظ شفیق الرحمٰن نے اخبار دن ۶ رفروری ۲۰۰۴ء صفحہ ۱۰ پر ایک خصوصی کالم تحریر فرمایا ہے جس میں'' محسن پاکستان ڈاکٹر قدیر خان کی توہین ،تذلیل ، تضحیک، تحقیر اور کردارکشی کا رونا روتے ہوئے اس بیان کا ذکر کر کے آخر میں مولوی ظفر علی خاں کا یہ شعر نقل کیا ہے کہ ؎

آپ کہتے ہیں کہ غیروں نے کیا ہم کو تباہ
بندہ پرور کہیں اپنوں ہی کا یہ کام نہ ہو

پھر دو روز بعد نہایت ڈھٹائی سے ڈاکٹر عبدالسلام مرحوم (نور اللہ مرقدہ) کے خلاف زبان درازی کی ہے اور'' ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی پی ٹی وی، سرکاری ذرائع اور خودفروش صحافیوں کے ہاتھوں رسوائی پر ماتم کرتے ہوئے لکھا ہے کہ'' ایران اور لیبیا ......دونوں نے امریکیوں ہی کے درپردہ اشارے پر تاریخ اس نازک موڑ پر اپنے محسن ملک کے سینے میں تیز دھار خنجر بھونک کر اسے محروم وفنا کرنے کی مذموم اور خوفناک سازش کو توانائی فراہم کی ہے۔ ؎

دیکھا جو تیر کھا کے کمین گاہ کی طرف
اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی

(اخبار دن ۸ فروری ۲۰۰۴ء صفحہ ۱۰)

میں علی وجہ البصیرت اور ڈنکے کی چوٹ کہتا ہوں کہ مندرجہ بالا آخری شعر کا انتخاب خدائے قادر توانا کے تصرف خاص سے ہوا ہے اور حقانیت احمدیت کا درخشندہ وتابندہ نشان ہے جس کا ناقابل تردید ثبوت یہ ہے کہ ٹھیک ایک صدی قبل ۲۷ مارچ ۱۹۰۴ء کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ جلّ شانہٗ نے الہام فرمایا۔'' بادشاہ وقت پر جو تیر چلاوے اسی تیر سے وہ آپ مارا جاوے''۔(اخبار بدر ۱۵ جون ۱۹۰۵ء صفحہ ۲)

مبارک ہے وہ جو مولیٰ کریم کے اس محیر العقول اعجاز اور حجت حق کی'' ذوالفقار'' کی چمک سے اپنے سینۂ صافی کو آسمانی نور کی لافانی بجلیوں سے منور کرتا اور ماموالزمان سے وابستگی کا شرف پاتا ہے کیونکہ روحانی دنیا میں اس سے بڑھ کر کوئی اور ناقابل تسخیر قوت و طاقت نہیں اور برطانیہ ،کوریا ،امریکہ ،فرانس ، چین اور روس و جاپان کے اسلحہ خانے اس کے مقابل اتنی بھی حیثیت نہیں رکھتے جتنی حیثیت آفتاب عالمتاب کے بالمقابل ٹمٹماتے ہوئے چراغ کی ہے۔ آسمانی بجلیوں کی یہ طاقت ایٹم کی طرح زندوں کو مارنے کے لئے نہیں بلکہ مردہ دلوں کو ابدی زندگی عطا کرنے کے لئے ہے ۔حضرت اقدس نے عہد حاضر کے سیاسی اور مادی منظر کی درج ذیل اشعار میں عکاسی کی ہے اور یہ اشعار کم وبیش نوے سال سے فضا میں گونج رہے ہیں۔ ؎

سخت ماتم کے وہ دن ہوں گے مصیبت کی گھڑی
لیک وہ دن ہونگے نیکوں کے لئے شیریں ثمار
آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائیں گے
جو کہ رکھتے ہیں خدائے ذو العجائب سے پیار

❁❁❁❁❁

تھوپ کر میرے سر پہ الزامات
میرے منہ سے جواب مت چھینو

(سلیم شاہجہان پوری)

روزنامہ جنگ کراچی میں تسلسل کے ساتھ ''علمبرداران ختم نبوت'' کے اعلانات شائع ہوتے رہتے ہیں جن کو پڑھ کر لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْن کا فقرہ ذہن میں گردش کرنے لگتا ہے۔ان کی ہر ممکن کوشش بھی یہی ہوتی ہے کہ جماعت احمدیہ اور اس کے افراد کے خلاف نفرت، عداوت اور قتل و غارت گری کے جذبات پیدا کر کے بہیمانہ جذبات کو ہوا دیں اور ملک کا امن وسکون تہ وبالا کرنے کی صورت پیدا کریں۔

انبیاء علیہم السلام اور ان کی جماعتوں کے خلاف جھوٹ کا یہ سفر ابتدائے آفرینش سے جاری ہے اور تا قیامت جاری و ساری رہے گا۔اس سفر کی ابتداء ابوالانبیاء حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے ہوئی اور آج تک جاری ہے۔جماعت کے خلاف جو بے سروپا باتیں بیان کی جاتی ہیں ان میں سے آجکل سرفہرست یہ اعتراض ہے کہ۔

(۱) امریکہ، برطانیہ اور دیگر یورپی ممالک میں اسلام کے بارے میں منفی تاثر کی ایک وجہ اسلام کے خلاف قادیانیوں کا منفی پروپیگنڈہ ہے۔قادیانیوں نے اپنے مفاد کے حصول کے لئے اسلام کے بارے میں مغربی ممالک کو بدظن کرنے کی ناپاک جسارت کی ہے:۔

معاندین احمدیت کی اس سراسر کذب بیانی اور افتراء پردازی کا جواب یہ ہے کہ ان ناپاک الزامات لگانے والوں نے ان مفادات کی نشاندہی نہیں کی جن کی وجہ سے مغربی ممالک اسلام سے بدظن ہو رہے ہیں معلوم نہیں یہ معترضین ۷۲ فرقوں میں تقسیم ہونے اور ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگانے اور انہیں واجب القتل قرار دینے کے باوجود کون سے اسلام کی بات کر رہے ہیں۔رہی اعمال کی بات تو وہ ایسے گھناؤنے ہیں کہ غیر ممالک تو کیا خود سنجیدہ اور منصف مزاج مسلمان ان سے بیزار نظر آتے ہیں۔سوملاحظہ ہو

۲/اکتوبر ۲۰۰۳ء کے شمارے میں ''سیاسی اسلام، اسلامی بنیاد پرستی، اسلام ازم، انقلابی اسلام جیسی اصطلاحات آخر کیا مفہوم رکھتی ہیں'' کے طویل عنوان کے ساتھ ایک نہایت ہی اہم اور خیال انگیز تحریر جو برطانیہ کے موقر جریدے ''دی اکنامسٹ''میں شائع ہوئی اور جس کا ترجمہ قاضی اختر جونا گڑھی، عرفان عرفانی، شاہد حسین بخاری اور سہیل محمود نے کیا اور جسے ادارہ جنگ نے مندرجہ ذیل نوٹ کے ساتھ اپنے موقر جریدے میں شائع کیا:۔

موقر جریدے ''اکنامسٹ'' نے ۱۱ ستمبر ۲۰۰۳ء کی اشاعت میں دو سال پہلے امریکہ میں دہشت گردوں کے حملہ سے پیدا ہونے والی صورت حال، امریکہ، مغربی ممالک، اور مسلم اُمّہ کے درمیان ہونے والی کشمکش، عالمی سیاست، معیشت، تعلیم، جدید علوم اور سماجی شعبے کے مطالعہ کے بعد آٹھ اہم رپورٹیں شائع کی ہیں جن کو اُردو میں منتقل کر کے قارئین کی نظر کیا جارہا ہے۔یہ انتہائی اہم سنجیدہ اور خیال انگیز تحریریں ہیں جو یقیناً مختلف ملکوں، کتابوں، جرائد اور اخبارات پر تحقیق کے بعد قلمبند کی گئی ہیں۔یہ غیر مسلم صحافیوں اور اسکالرز کی آراء ہیں۔''

اب میں ان تحریرات کے چند اقتباسات نذر قارئین کرتا ہوں تا کہ انہیں معلوم ہو جائے کہ اسلام سے امریکہ اور مغربی ممالک کو بدظن کرنے والے احمدی ہیں یا کوئی اور۔سوملاحظہ ہو۔

''لطف کی بات تو یہ ہے کہ جو لوگ یہ یقین رکھتے ہیں کہ ''اسلامی دہشت گردی سے اسلام کا قطعاً کوئی رشتہ اور تعلق نہیں''، ان کے خیالات کی تردیدوہ دہشت گرد خود کرتے رہتے ہیں جو اسلام کا نام لیکر دہشتگردی کی کاروائیوں میں شب و روز مصروف ہیں۔اس کا ایک اہم سبب یہ بھی ہے کہ اسلام میں ایک پورا نظریاتی نظام ایسا موجود ہے جو ان سرگرمیوں کو نہ صرف جواز بخشتا ہے بلکہ اس کے پُر جوش حامی اور معتقدین بھی موجود ہیں۔یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس نظریاتی نظام کا ایک بڑا حصہ نہ صرف جدید بلکہ اپنی بنیادی نوعیت میں دینی اور سیاسی ہے جس کی جڑیں بیسوی صدی کے نصف اخر میں گہرائی کے ساتھ پیوست ہیں۔یہی وہ نظام ہے جسے بالعموم ''بنیاد پرستی''، ''اسلام ازم'' یا سیاسی اسلام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ان میں سے بعض کا اسلام کے بنیادی تصورات اور روایات سے بھی ایک گہرا تعلق ہے۔

اس نقطۂ نظر کو سمجھنے کے لئے ہمیں سیّد قطب کے نظریات اور خیالات سے شروعات کرنی ہونگی جو ۱۹۳۰ء اور ۱۹۴۰ء کی دہائیوں کے درمیان ایک ادبی ناقد کی حیثیت سے منظر عام پر آئے اور بعد ازاں ۱۹۶۶ء میں اپنی پھانسی تک مصری اخوان المسلمون کے سرگرم کارکن کی حیثیت سے فعال رہے۔'' سیّد قطب نے زنداں سے جو خط تحریر کر کے عام کیا اس کا متن یہ ہے۔

''مسلمان کا وطن زمین کا کوئی ٹکڑا نہیں بلکہ پورا دارالسلام ہونا چاہئے۔وہ سرزمین جہاں اسلام کے احکام پر عملدرآمد میں روکاوٹ پیدا کی جائے یا جہاں شریعت کا قانون نافذ نہ کیا جاسکے اُسے خود بخود ''دارالحرب'' کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے۔''

اسلام کے احکامات اور تعلیمات پر راسخ العقیدہ مسلمان اوپر کی توضیحات کو قطعی رد کرتے اور جہاد کا وہ مفہوم نہیں لیتے جو مودودی صاحب کی من گھڑت تفہیم القرآن نے مسلمانوں کے ایک طبقہ کو گمراہ کرنے کے لئے کیا ہے۔مودودی صاحب کا ارشاد ہے:۔

''کوئی ایک مملکت بھی اپنے اصول و مسلک کے مطابق پوری طرح عمل نہیں کرسکتی جب تک کہ ہمسایہ ملک میں بھی وہی اصول و مسلک رائج نہ ہو جائے۔لہذا مسلم پارٹی کے لئے اصلاحِ عمومی اور تحفظ خودی دونوں کی خاطر یہ ناگزیر ہے کہ کسی ایک خطہ میں اسلامی نظام حکومت قائم کرنے پر اکتفا نہ کرے۔بلکہ جہاں تک اس کی قوتیں ساتھ دیں اس نظام کو تمام اطراف میں وسیع کرنے کی کوشش کرے۔وہ ایک طرف اپنے افکار و نظریات کو دنیا میں پھیلائے گی اور تمام ممالک کے باشندوں کو دعوت دے گی کہ وہ اس مسلک کو قبول کریں جس میں ان کے لئے حقیقی فلاح مضمر ہے، دوسری طرف اگر ایک اس میں طاقت ہوگی وہ لڑ کر غیر اسلامی حکومتوں کو مٹا دے گی اور ان کی جگہ اسلامی حکومت قائم کرے گی۔'' (مقدمہ تحقیق الجہاد بحوالہ تاریخ محمدی صفحہ ۲۰۷ مطبوعہ الٰہ آباد، ۱۹۵۱ء)

مودودی صاحب نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ اپنی من گھڑت تاویلات کو حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات ستودہ سے منسلک کرنے کی ناپاک جسارت سے بھی گریز نہیں کیا۔ملاحظہ ہو:۔

''یہی پالیسی تھی جس پر رسول اللہ ﷺ نے اور آپ کے بعد خلفاء راشدین نے عمل کیا۔عرب جہاں مسلم پارٹی پیدا ہوئی تھی، سب سے پہلے اُسی کو اسلامی حکومت کا زیرنگیں کیا گیا۔اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اطراف کے ممالک کو اپنے اصول اور مسلک کی طرف دعوت دی مگر اس کا انتظار نہ کیا کہ یہ دعوت قبول کی جاتی یا نہیں بلکہ قوت حاصل کرتے ہی رومی سلطنت سے تصادم شروع کر دیا۔آنحضرت ﷺ کے بعد حضرت ابوبکرؓ پارٹی کے لیڈر ہوئے تو انہوں نے روم اور ایران دونوں کی غیر اسلامی حکومتوں پر حملہ کیا اور حضرت عمرؓ نے اس حملہ کو کامیابی کے آخری مراحل تک پہنچایا۔''

(حقیقت جہاد صفحہ ۶۵)

ہمارا موضوع ہمیں اجازت نہیں دیتا کہ ہم ان تمام غزوات اور سرایا کے محرکات اور تفصیلات بیان کریں اور یہ ثابت کریں کہ یہ تمام غزوات اور سرایا ہرگز ہرگز کسی جارحانہ مہم کا حصہ نہیں بلکہ یہ تمام جنگیں مدافعانہ اور مجبوراً لڑی گئیں۔اگر تفصیل درکار ہوں تو مولوی نواب اعظم یار جنگ چراغ علی کی کتاب ''تحقیق جہاد'' اور اسی قبیل کی دیگر کتب کا مطالعہ کیا جائے۔ہم یہاں صرف دو شہادتیں غیر مسلم حضرات کی پیش کر کے اپنے مضمون کو آگے بڑھاتے ہیں۔ملاحظہ ہو:۔

''نواں ہندوستاں'' دہلی کی اشاعت ۱۷/نومبر ۱۹۶۲ء میں ایک سکھ جریدہ نگار رقم طراز ہیں

''(ابتداء میں) آنحضرت ﷺ کے مخالفین نے جب آپ کا جینا اجیرن بنا دیا تو آپ نے اپنے پیروکاروں سے کہا کہ اپنا وطن چھوڑ کر مدینہ چلے جاؤ یعنی اپنے کسی ہم وطن بھائی پر ہاتھ اٹھانے کی بجائے حضورؐ نے اپنا پیارا وطن چھوڑنا منظور کرلیا لیکن آخرکار جب ان پر ظلم اور جبر کی حد کر دی گئی تو مجبوراً آپؐ نے اپنی اور اسلام کی حفاظت میں تلوار اٹھائی ...... یہ پرچار کہ دین کی اشاعت کے لئے جبر کرنا جائز ہے ان احمق لوگوں کا عقیدہ ہے جنہیں نہ دین کی سمجھ ہے نہ دنیا کی، وہ حقیقی سچائیوں سے دور ہونے کی وجہ سے اس غلط عقیدہ پر فخر کرتے ہیں''۔

اب ایک حوالہ ڈاکٹر ڈی ڈیلولائٹز کا بھی ملاحظہ ہو۔وہ جہاد کے اس منفی عقیدہ کی تردید میں ایک مضبوط استدلال قرآن ہی کی ایک دلیل سے کرتے ہیں:۔

''فی الواقع ان لوگوں کی تمام دلیلیں گر جاتی ہیں جو محض اس بات پر قائم ہیں کہ جہاد کا مقصد تلوار کے ذریعہ سے اسلام کا پھیلانا تھا، کیونکہ بخلاف اس کے سورہ حج میں صاف لکھا ہے کہ ''جہاد کا مدعا مسجدوں اور گرجاؤں اور یہودیوں کی خانقاہوں (تپسیا شالاؤں) کو بربادی سے محفوظ رکھنا ہے۔''

(ایشیا ٹک کوارٹرلی ریویو۔اکتوبر ۱۸۸۶ء)

اوپر کی توضیحات سے دو اور دو چار کی طرح ثابت ہو گیا کہ اسلام کے خلاف منفی پرپیگنڈے کا جو الزام وہ جماعت احمدیہ کی طرف منسوب کررہے تھے وہ احمدیہ جماعت پر تو چسپاں نہیں ہوتا۔البتہ مسلمانوں کے ایک طبقہ پر ہی عائد ہوتا ہے جو احمدیت دشمنی میں کذب و بہتاں طرازی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے اور ان پر یہ مصرعہ صادق آتا ہے کہ

ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

احمدیوں کے اسلام کے خلاف منفی پروپیگنڈے کے الزام کا پوسٹ مارٹم کرنے کے بعد اب ہم ان مخالفین سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ آخر اسلام کے خلاف وہ منفی پروپیگنڈہ ہے کیا جس کا کوئی ثبوت تو وہ فراہم کرنے سے قطعاً عاری ہیں۔ان کے پاس ان قوی دلائل کا کوئی جواب نہیں جو احمدی اپنی صداقت کے سلسلے میں پیش کرتے ہیں اور چیلنج پر چیلنج دیتے چلے جاتے ہیں اور جن سے خائف ہو کر انہوں نے پاکستان میں ہماری زبانوں پر تالے لگائے ہوئے ہیں۔

جماعت احمدیہ کے خلیفہ ہر جمعہ کو لندن میں خطبہ ارشاد فرماتے ہیں جو الفضل انٹرنیشنل لندن اور روزنامہ الفضل ربوہ میں شائع ہوتا رہتا ہے اور کئی زبانوں میں اس کا رواں ترجمہ بھی ایم۔ٹی۔اے سے ٹیلی کاسٹ ہوتا رہتا ہے جو کئی ممالک کے لاکھوں سننے اور دیکھنے والوں تک پہنچتا ہے۔اسی طرح جماعت احمدیہ کے دیگر علماء کی تقاریر بھی ٹیلی کاسٹ ہوتی رہتی ہیں۔خطبات میں ہمیشہ قرآن کریم کی کسی آیت یا چند آیات کی تفسیر کے بعد اس کی وضاحت میں نبی کریم ﷺ کی مستند احادیث پیش کی جاتی ہیں اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ارشادات بیان کر کے مضمون کو آخری شکل دی جاتی ہے۔جماعت کے تیسرے خلیفہ نے جو ماٹو جماعت کو دیا ہے وہ بھی حضرت اقدس نبی کریم ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں ایک مینارۂ نور نظر آتا ہے۔وہ فقرہ یہ ہے ''محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں' 'Love for all hatred for none' یہ وہ فقرہ ہے جو مسلمانوں کو پتھر کے بتوں کو برا کہنے سے بھی روکتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔ ﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ۔ (الانعام: ۱۰۹) ترجمہ اور تم ان کو گالیاں نہ دو جن کو وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں ورنہ وہ دشمنی کرتے ہوئے بغیر علم کے اللہ کو گالیاں دیں گے۔

یہ معاندین احمدیت جو بہتر فرقوں میں تقسیم ہو کر ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگا رہے اور ان کو ملعون و مردود اور واجب القتل قرار دے رہے ہیں کس منہ سے احمدیوں پر اسلام کے خلاف منفی پروپیگنڈے کا الزام لگا رہے ہیں۔ایک پرانی مثل ان مولویوں پر صادق آتی ہے کہ ''سوپ بولے سو بولے، چھلنی بولے جس میں بہتر چھید۔

خطبہ جمعہ

خدا تعالیٰ کی پرستش کرو، والدین سے احسان اور یتیموں سے حسن سلوک سے پیش آؤ

اگر ہر ایک اپنے دائرے میں حسن سلوک کرنے والا بن جائے تو دنیا کے فساد ختم ہو جائیں گے

حقوق العباد کی ادائیگی، قریبی رشتہ داروں اور یتیموں سے احسان کرنے کا پر معارف تذکرہ

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ ۲۳/جنوری ۲۰۰۴ء بمطابق ۲۳/صلح ۱۳۸۳ ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلک يوم الدين - إياک نعبد و إياک نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿وَاعْبُدُو اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْيَتٰمٰی وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجُنُبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۔اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا﴾ (النساء:۳۷)

گزشتہ خطبہ میں مَیں نے والدین سے حسن سلوک اور ان کے حقوق کے بارہ میں کچھ عرض کیا تھا۔ ابھی جو آیت مَیں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری عبادت کرو اور اس طرح عبادت کرو کہ جو عبادت کا حق ہے۔ یہ چھوٹے بُت یا بڑے بُت یا دلوں میں بسائے ہوئے بُت تمہیں کسی طرح بھی میری عبادت سے روک نہ سکیں۔ پھر والدین سے حسن سلوک کا حکم ہے، اُن سے حسن سلوک کرو۔ اور اس حسن سلوک کا بھی مختلف جگہوں پر مختلف پیرایوں میں ذکر آیا ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ دو بنیادی باتیں ہیں اگر تم میں پیدا ہو گئیں تو پھر آگے ترقی کرنے کے لئے اور منازل بھی طے کرنی ہوں گی۔ دین کی صحیح تعلیم پر عمل کرنے کے لئے تم نے اخلاق کے اور بھی اعلیٰ معیار دکھانے ہیں۔ اگر یہ معیار قائم ہو گئے تو پھر تم حقیقی معنوں میں مسلمان کہلانے کے مستحق ہو اور اگر یہ معیار قائم کر لئے اور اپنے اندر اعلیٰ اخلاق پیدا کر لئے تو پھر ٹھیک ہے تم نے مقصد پا لیا اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بن گئے اور انشاء اللہ بنتے رہو گے۔ اور اگر یہ اعلیٰ معیار قائم نہ کئے اور تکبر دکھاتے رہے اور ہر وقت اسی فکر میں رہے کہ اپنے آپ کو مَیں کسی طریقے سے نمایاں کروں تو یاد رکھو کہ یہ باتیں اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہیں۔ پھر تو حقوق العباد ادا کرنے والے نہیں ہو گے بلکہ اپنی عبادتوں کو ضائع کرنے والے ہو گے۔ اگر حسن خلق کے اعلیٰ معیار قائم نہ کئے تو اس کے ساتھ ساتھ اپنی عبادتوں کو بھی ضائع کر رہے ہو گے۔ اور وہ معیار کیا ہیں جو اللہ تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے کہ ہم قائم کریں۔ فرمایا وہ معیار یہ ہے کہ تم قریبی رشتہ داروں سے حسن سلوک کرو۔ وہ قریبی رشتہ دار جو تمہارے ماں باپ کی طرف سے تمہارے قریبی رشتہ دار ہیں، تمہارے رحمی رشتہ دار ہیں۔ پھر جو شادی شدہ لوگ ہیں ان کی بیوی کی طرف سے یا بیوی کے خاوند کی طرف سے رشتہ دار ہیں یہ سب قرابت داروں کے زمرہ میں آتے ہیں۔ اور ان رشتوں سے حسن سلوک کا عورت اور مرد کو یکساں حکم ہے، ایک جیسا حکم ہے۔ جب عورت اور مرد ایک دوسرے کے رحمی رشتہ داروں سے حسن سلوک کر رہے ہوں گے، ایک دوسرے کے قریبیوں سے اچھے اخلاق سے پیش آ رہے ہوں گے، ان کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہوں گے تو ظاہر ہے کہ میاں بیوی دونوں میں آپس میں بھی محبت اور پیار کا تعلق خود بخود بڑھے گا۔ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی پوری کوشش کریں گے تو فرمایا کہ قربت کے رشتوں کی یعنی رحمی رشتوں کی حفاظت کر رہے ہو گے تو پھر تم میرے پسندیدہ ہو گے۔

پھر فرمایا کہ اپنے گھر میں ہنسی خوشی زندگی بسر کرنے والا اپنے ماحول میں مست ہو جاتا ہے کہ ارد گرد کی فکر نہیں رہتی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میری پسندیدگی کے کچھ حصے تو تم نے حاصل کر لئے ہیں، کچھ کام تو تم سرانجام دے رہے ہو، میری ہدایات پر کچھ تو عمل کر رہے ہو لیکن مومن کے معیار تو بہت بلند ہیں اس لئے حسن سلوک کی اور بھی بہت ساری منازل ہیں جو طے کرنی ہیں تب تم عباد الرحمٰن کہلانے کے مستحق ہو سکتے ہو۔ ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ یتیموں سے بھی حسن سلوک کرو، ان کا بھی خیال رکھو، ان کو معاشرے میں محرومی کا احساس نہ ہونے دو اور اس حدیث کو یاد رکھو کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مَیں اور یتیم کی پرورش کرنے والے جنت میں اس طرح ساتھ ہوں گے جس طرح دو انگلیاں ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں یتامیٰ کی خبرگیری کا بڑا اچھا انتظام موجود ہے۔ مرکزی طور پر بھی انتظام جاری ہے گو اس کا نام یکصد یتامی کی تحریک ہے لیکن اس کے تحت سینکڑوں یتامی بالغ ہو کر پڑھائی مکمل کر کے کام پر لگ جانے تک ان کو پوری طرح سنبھالا گیا۔ اسی طرح لڑکیوں کی شادیوں تک کے اخراجات پورے کئے جاتے رہے اور کئے جا رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت اس میں دل کھول کر امداد کرتی ہے اور زیادہ تر جماعت کے جو مخیّر احباب ہیں وہی اس میں رقم دیتے ہیں۔ الحمدللہ، جزاک اللہ، ان سب کا شکریہ۔

اب میں باقی دنیا کے ممالک کے امراء کو بھی کہتا ہوں کہ اپنے ملک میں ایسے احمدی یتامی کی تعداد کا جائزہ لیں جو مالی لحاظ سے کمزور ہیں، پڑھائی نہ کر سکتے ہوں، کھانے پینے کے اخراجات مشکل ہوں اور پھر مجھے بتائیں۔ خاص طور پر افریقن ممالک میں، اسی طرح بنگلہ دیش ہے، ہندوستان ہے، اس طرف کافی کمی ہے اور توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ تو باقاعدہ ایک سکیم بنا کر اس کام کو شروع کریں اور اپنے اپنے ملکوں میں یتامی کو سنبھالیں۔ مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ جماعت میں مالی لحاظ سے مضبوط حضرات اس نیک کام میں حصہ لیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے سنبھالنے میں جو اخراجات ہوں گے ان میں کوئی کمی نہیں پیش آئے گی۔ لیکن امراء جماعت یہ کوشش کریں کہ یہ جائزے اور تمام تفاصیل زیادہ سے زیادہ تین ماہ تک مکمل ہو جائیں اور اس کے بعد مجھے بھجوائیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو توفیق دے اور ہمیں توفیق دے کہ ہم یتامی کا جو حق ہے وہ ادا کر سکیں۔

پھر فرمایا: مسکین لوگوں سے بھی حسن سلوک کرو۔ ان مسکینوں میں تمام ایسے لوگ آ جاتے ہیں جن پر کسی قسم کی تنگی ہے۔ ان کی ضروریات پوری کرو۔ اس کا جائزہ بھی ہر احمدی کو اپنے ماحول میں لیتے رہنا چاہئے۔ مسکینوں سے صرف یہ مراد نہ لیں کہ جو مانگنے والے ہیں۔ مانگنے والے تو اپنا خرچ کسی حد تک پورا کر ہی لیتے ہیں مانگ کر۔ لیکن بہت سے ایسے سفید پوش ہیں جو تنگی برداشت کر لیتے ہیں لیکن ہاتھ نہیں پھیلاتے۔ اور اس آیت کے مصداق ہوتے ہیں کہ ﴿لَا يَسْـئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا﴾ تو ان کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کی کوشش کریں۔ پھر فرمایا کہ تمہارے اس سلوک کے بہت زیادہ مستحق ہمسائے بھی ہیں، ان سے بہت زیادہ حسن سلوک کرو۔ بلکہ اس کی تاکید تو آنحضرت ﷺ نے اس قدر فرمائی کہ صحابہ کہتے ہیں کہ ہمیں خیال ہوا کہ اب شاید ہماری وارثت میں بھی ہمسائے کا حق ٹھہر جائے گا۔ فرمایا کہ یہ ہمسائے جو ہیں ان میں تمہارے رشتہ دار بھی ہیں چاہے دور کے رشتہ دار ہوں یا قریب کے ہوں۔ تمہیں خیال آ جائے کہ چلو رشتہ دار ہیں ان سے حسن سلوک کرنا چاہئے، ان کی ضروریات پوری کرنی چاہئیں۔ تو فرمایا کہ صرف رشتہ دار ہمسائے ہی نہیں بلکہ غیر رشتہ دار ہمسائے ہیں وہ بھی تمہارے حسن سلوک کے مستحق ہیں، ان سے بھی حسن سلوک کرنا۔ پھر تمہارے ہم جلیس ہیں، تمہارے ساتھ بیٹھنے والے ہیں یہ سب تمہارے حسن سلوک کے مستحق ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں کہ: اس میں تمہارے ساتھ ایک سیٹ پر بیٹھنے والے بھی ہیں۔ اب دیکھیں دائرہ کتنا وسیع ہو رہا ہے۔ صرف ہم مذہب نہیں، صرف تمہارے ساتھی ہی نہیں بلکہ سکول میں، کالج میں، یونیورسٹی میں ساتھ بیٹھنے والے بھی تمہارے حسن سلوک کے مستحق ہیں، ان کا بھی خیال رکھو، ان سے بھی حسن سلوک کرو۔ ان سے بھی اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔

پھر بازاروں میں دو کاندار ہیں، ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں، ان سے بھی اخلاق سے پیش آئیں۔ پھر دفتروں میں کام کرنے والے ہیں، افسران ہیں، ماتحت ہیں۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں کہ صرف کام کرنے والے افسران یا ماتحت نہیں بلکہ جس محکمے میں آپ کام کرتے ہیں اس محکمہ میں کام کرنے والا ہر شخص تمہارے ہم جلیسوں میں شمار ہوتا ہے اور تمہارے حسن سلوک کا مستحق ہے۔ پھر سفر کے دوران، بس میں بیٹھے ہوئے، ٹرین میں بیٹھے ہوئے جو لوگ ہیں یہ بھی اسی زمرے میں آتے ہیں ان سے بھی حسن سلوک کرو۔ بعض دفعہ بعض مسافروں کو نیند آجاتی ہے، کئی دفعہ میں نے دیکھا ہے اس طرح، تو بے چارے کا سر اگر کسی کے کندھے سے یا سر سے ٹکرا جائے تو دوسرے مسافر کو غصہ چڑھ جاتا ہے کہ اپنے آپ کو سنبھال کر بیٹھو۔ تو یہ چیزیں چھوٹی چھوٹی ہیں چونکہ آپ کے ہمسائے میں ان کا شمار ہو رہا ہے، ساتھ بیٹھنے والوں میں شمار ہو رہا ہے اس لئے ان سے بھی حسن سلوک کرنا چاہئے۔

پھر ایک تو مسافر ہے کہ مسافر سے حسن سلوک کرے۔ اس کے علاوہ بعض دفعہ سفر میں دقتیں پیش آ رہی ہوتی ہیں۔ گاڑی خراب ہوگئی، بس خراب ہوگئی، کار خراب ہوگئی، کسی جگہ آ گئے اور آپ کی مدد کی ضرورت پڑی تو ان کی مدد کرنی چاہئے، ان کی رہنمائی کرنی چاہئے، تو جب تک ان کی پریشانی دور نہ ہو جائے، ان کا ساتھ دینا چاہئے، یہ سب حسن سلوک کے مستحق ہیں۔

پھر فرمایا کہ ان سے بھی حسن سلوک کرو جن کے تم مالک ہو۔ اس زمانے میں تو خیر غلام کا تصور نہیں، پرانے زمانے میں غلام ہوتے تھے۔ لیکن تمہارے جو ملازمین ہیں ان کی ضروریات کا بھی خیال رکھو، ان کو اگر تمہاری مدد کی ضرورت ہے تو ان کی ضرورت پوری کرنے کی کوشش کرو۔ غمی خوشی میں ان کی ضرورتوں کا خیال رکھو۔ ان کے بچوں کو اگر مالی تنگی کی وجہ سے پڑھنے میں دقت ہے تو ان کی مدد کرو، ان کو پڑھاؤ۔ اگر کوئی لائق نکل آئے اور پڑھ لکھ کر قابل آدمی بن جائے تو تمہارے لئے ویسے بھی مستقل ثواب کا باعث بن جائے گا۔ تو یہ ہے اسلام کی وہ حسین تعلیم کہ حسن سلوک سے تم ایک حسین معاشرہ قائم کر سکتے ہو۔ اور بھی بہت ساری باتیں ہیں، قیدیوں سے بھی حسن سلوک کا ذکر ہے مریضوں سے بھی وغیرہ وغیرہ۔ تو اگر ہر ایک اپنے اپنے دائرے میں دوسرے سے حسن سلوک کرنے والا بن جائے تو دنیا کے فساد تو خود بخود ختم ہو جائیں گے اور پھر وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے بھی ہوں گے تو پھر تو یہ سونے پر سہاگے والی بات ہوگی اور آج اس تفصیل سے یہ حسن سلوک سوائے احمدی کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے جو ہم نے ادا کرنی ہے اس لئے اس طرف ہمیں بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سورۃ النساء کی آیت نمبر ۳۷ کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ:

"تم خدا کی پرستش کرو اور اس کے ساتھ کسی کو مت شریک ٹھہراؤ اور اپنے ماں باپ سے احسان کرو اور ان سے بھی احسان کرو جو تمہارے قرابتی ہیں (اس فقرے میں اولاد اور بھائی اور قریب اور دور کے تمام رشتہ دار آ گئے) اور پھر فرمایا کہ یتیموں کے ساتھ بھی احسان کرو اور مسکینوں کے ساتھ بھی اور جو ایسے ہمسایہ ہوں، جو قرابت والے بھی ہوں اور ایسے ہمسائے ہوں جو محض اجنبی ہوں اور ایسے رفیق بھی جو کسی کام میں شریک ہوں یا کسی سفر میں شریک ہوں یا نماز میں شریک ہوں یا علم دین حاصل کرنے میں شریک ہوں اور وہ لوگ جو مسافر ہیں اور وہ تمام جاندار جو تمہارے قبضہ میں ہیں سب کے ساتھ احسان کرو۔ خدا ایسے شخص کو دوست نہیں رکھتا جو تکبر کرنے والا اور شیخی مارنے والا ہو، جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا۔"

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن۔ جلد ۲۳۔ صفحہ نمبر ۲۰۸۔۲۰۹)

اب چند احادیث پیش کرتا ہوں۔

حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: بڑے بھائی کا حق اپنے چھوٹے بھائیوں پر اس طرح کا ہے جس طرح والد کا حق اپنے بچوں پر۔ یعنی بڑا بھائی چھوٹے بھائی کے لئے بمنزلہ باپ کے ہے اس لئے اس کا ادب واحترام بھی واجب ہے۔

(مراسیل ابی داؤد باب فی برالوالدین صفحہ ۱۹۷)

بعض لوگ اپنے بڑے بھائیوں کا احترام نہیں کر رہے ہوتے۔ حسن سلوک تو ایک طرف رہا ان سے بدتمیزی سے پیش آ رہے ہوتے ہیں، ان کو عدالتوں میں گھسیٹ رہے ہوتے ہیں، ہر طرف سے ان کی عزت پر بٹہ لگانے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں تو ان لوگوں کو اس روایت سے سبق لینا چاہئے۔

والد کے حقوق کا تو آپ گزشتہ خطبے میں سن چکے ہیں۔ پھر اس طرح بڑے بھائیوں کے لئے بھی اس میں نصیحت ہے کہ چھوٹے بھائیوں سے وہ سلوک رکھیں جو ایک باپ کو اپنے بچوں سے ہوتا ہے۔ اللہ کرے کہ ہر احمدی محبت کی فضا کو قائم کرنے والا ہو۔ بعض دفعہ گھروں میں میاں بیوی کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر تلخ کلامی ہو جاتی ہے، تلخی ہو جاتی ہے۔ مرد کو اللہ تعالیٰ نے زیادہ مضبوط اور طاقتور بنایا ہے اگر مرد خاموش ہو جائے تو شاید اسّی فیصد سے زائد جھگڑے وہیں ختم ہو جائیں۔ صرف ذہن میں یہ رکھنے کی بات ہے کہ میں نے حسن سلوک کرنا ہے اور صبر سے کام لینا ہے۔

ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اس بارہ میں ہمیں کیا اسوہ دکھایا۔ روایت ہے کہ ایک دن حضرت عائشہؓ گھر میں آنحضرت ﷺ سے کچھ تیز تیز بول رہی تھیں کہ اوپر سے ان کے ابا، حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے۔ یہ حالت دیکھ کر ان سے رہا نہ گیا اور اپنی بیٹی کو مارنے کے لئے آگے بڑھے کہ تو خدا کے رسول کے آگے اس طرح بولتی ہو۔ آنحضرتؐ یہ دیکھتے ہی باپ اور بیٹی کے درمیان حائل ہوگئے اور حضرت ابوبکرؓ کی متوقع سزا سے حضرت عائشہؓ کو بچا لیا۔ جب حضرت ابوبکرؓ چلے گئے تو رسول کریمؐ حضرت عائشہؓ سے از راہ مذاق فرمایا۔ دیکھا آج ہم نے تمہیں تمہارے ابا سے کیسے بچایا؟ تو دیکھیں یہ کیسا اعلیٰ نمونہ ہے کہ نہ صرف خاموش رہ کر جھگڑے کو ختم کرنے کی کوشش کی بلکہ حضرت ابوبکر جو حضرت عائشہ کے والد تھے ان کو بھی یہی کہا کہ عائشہ کو کچھ نہیں کہنا۔ اور پھر فوراً حضرت عائشہ سے مذاق کرکے وقتی بوجھل پن کو بھی دور فرما دیا۔

پھر آگے آتا ہے روایت میں کہ کچھ دنوں کے بعد حضرت ابوبکرؓ دوبارہ تشریف لائے تو آنحضرت ﷺ کے ساتھ حضرت عائشہؓ ہنسی خوشی باتیں کر رہی تھیں۔ حضرت ابوبکرؓ کہنے لگے دیکھو بھئی تم نے اپنی لڑائی میں تو مجھے شریک کیا تھا اب خوشی میں بھی شریک کر لو۔

(ابوداؤد کتاب الادب باب ماجاء فی المزاح)

آنحضرت ﷺ حضرت عائشہؓ کے بہت ناز اٹھاتے تھے۔ ایک دفعہ ان سے فرمانے لگے کہ عائشہؓ میں تمہاری ناراضگی اور خوشی کو خوب پہچانتا ہوں۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا وہ کیسے؟ فرمایا جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو تو اپنی گفتگو میں رب محمدؐ کہہ کر قسم کھاتی ہو اور جب ناراض ہوتی ہو تو رب ابراہیمؑ کہہ کر بات کرتی ہو۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ ہاں یا رسول اللہ یہ تو ٹھیک ہے مگر بس میں صرف زبان سے ہی آپؐ کا نام چھوڑتی ہوں (دل سے تو آپؐ کی محبت نہیں جا سکتی)۔

(بخاری کتاب النکاح باب غیرۃ النساء و وجدھن)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"فحشاء کے سوا باقی تمام کج خلقیاں اور تلخیاں عورتوں کی برداشت کرنی چاہئیں اور فرمایا "ہمیں تو کمال بے شرمی معلوم ہوتی ہے کہ مرد ہو کر عورت سے جنگ کریں۔ ہم کو خدا نے مرد بنایا ہے اور درحقیقت یہ ہم پر اتمام نعمت ہے۔ اس کا شکر یہ ہے کہ ہم عورتوں سے لطف اور نرمی کا برتاؤ کریں۔"

ایک دفعہ ایک دوست کی درشت مزاجی اور بدزبانی کا ذکر ہوا اور شکایت ہوئی کہ وہ اپنی بیوی سے سختی سے پیش آتا ہے۔ حضور اس بات سے بہت کبیدہ خاطر ہوئے، بہت رنجیدہ ہوئے، بہت ناراض ہوئے اور فرمایا: "ہمارے احباب کو ایسا نہ ہونا چاہئے"۔ حضور بہت دیر تک معاشرت نسواں کے بارے میں گفتگو فرماتے رہے اور پھر آخر پر فرمایا:

BELA BOUTIQUE

ہر موسم اور موقع کے لئے زنانہ ملبوسات، فینسی سینڈلز،

مردانہ سوٹ، اچکن، پرنس سوٹ اور کھلا کپڑا

اس کے علاوہ کپڑوں کی سلائی اور مرمت Anderung کا مکمل انتظام ہے

Kaiser Str. 64 (Kaiserpassage-Laden 31-33) 60329 Frankfurt (Germany)

Tel: 069-24279400 - e:mail-BELAboutique@aol.com

”میرا یہ حال ہے کہ ایک دفعہ میں نے اپنی بیوی پر آوازہ کسا تھا اور میں محسوس کرتا تھا کہ وہ بانگ بلند دل کے رنج سے ملی ہوئی ہے اور بایں ہمہ کوئی دل آزار اور درشت کلمہ منہ سے نہیں نکالا تھا۔ اس کے بعد میں بہت دیر تک استغفار کرتا رہا اور بڑے خشوع و خضوع سے نفلیں پڑھیں اور کچھ صدقہ بھی دیا کہ یہ درشتی زوجہ پر کسی پنہانی معصیت الٰہی کا نتیجہ ہے۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۳۰۷ مطبوعہ ربوہ)

تو یہ ہیں بیویوں سے حسن سلوک کے نمونے جو آج ہمیں اس زمانے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عمل سے اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیروی میں نظر آتے ہیں۔ اور انہی پر چل کر ہم اپنے گھروں میں امن قائم کر سکتے ہیں۔

رحمی رشتوں کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے (اس کی وضاحت تو پہلے ہو چکی ہے) کہ یہ قریب ترین رشتے ہیں اور ان کا بہت زیادہ خیال رکھنا چاہئے۔

اس بارہ میں ایک روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی کہ نبی ﷺ نے فرمایا:
رِحم، رَحْمٰن سے مشتق ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جس نے تجھ سے تعلق جوڑا میں اس سے تعلق جوڑوں گا اور جس نے تجھ سے تعلق توڑا میں اس سے قطع تعلقی اختیار کرلوں گا۔

(بخاری کتاب الادب باب من وصل وصله الله)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا یہاں تک کہ جب وہ اس کی تخلیق سے فارغ ہوگیا تو رحم نے کہا یہ قطع رحمی سے تیری پناہ میں آنے کا مقام ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ہاں۔ کیا تو اس چیز پر راضی نہیں کہ میں اس سے تعلق جوڑوں گا جو تجھ سے تعلق جوڑے گا۔ اور جو تجھ سے قطع تعلقی کرے گا میں اس سے تعلق توڑ لوں گا۔ اس پر رحم نے کہا اے میرے رب! میں اس بات پر کیوں راضی نہ ہوں گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یہ مقام صرف تجھے حاصل ہے اور پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ پس اگر تم چاہتے ہو تو قرآن کریم کی یہ آیت پڑھو۔

﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ﴾ (محمد:۲۳)

یعنی کیا تمہارے لئے ممکن ہے کہ اگر تم متولّی ہو جاؤ تو تم زمین میں فساد کرتے پھرو اور اپنے رحمی رشتوں کو کاٹ دو؟ ۔(بخاری کتاب الادب باب من وصل وصله الله)

ابن شہاب روایت کرتے ہیں کہ محمد بن جُبیر بن مُطعم نے کہا کہ جبیر بن مطعم نے انہیں بتایا کہ انہوں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ لَايَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ۔ کہ رحمی تعلقات کو توڑنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (بخاری کتاب الادب باب اثم القاطع)

تو دیکھیں کتنی تاکید ہے ان رشتوں کا خیال رکھنے اور ان سے تعلق جوڑنے کی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تعلق قائم رکھتا ہے ان سے جو ان رشتوں سے تعلق قائم رکھتے ہیں اور ان سے حسن سلوک کرتے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ:۔ صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں جو بدلے میں تعلق جوڑے بلکہ صلہ رحمی کرنے والا تو وہ ہے جس سے جب تعلق توڑا جائے تو وہ تعلق جوڑے۔ (بخاری کتاب الادب)۔ یعنی اگر تم سے کوئی صلہ رحمی کر رہا ہے یا اچھے اخلاق سے پیش آرہا ہے تو تم اس کے بدلے میں اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔ اگر کوئی تعلق توڑنا بھی چاہتا ہے تو اس سے تعلق جوڑو۔

تو دیکھیں کتنی پیاری تعلیم ہے۔ صلح کا ہاتھ تم پہلے بڑھاؤ اگر ہر مسلمان اس پر عمل کرنا شروع کر دے تو کیا کوئی جھگڑا باقی رہ جاتا ہے۔ ہر طرف امن کی فضا قائم ہو جائے گی۔ اب یہ تعلیم جو ہے اس کو رواج دینا اور یہ اعلیٰ اخلاق اپنے رشتہ داروں کو سکھانا آج ہر احمدی کا کام ہے۔ تب ہی تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ تم صلح میں پہل کرو اور سچے ہو کر جھوٹوں کی طرح تذلل اختیار کرو۔ تب ہی یہ اعلیٰ اخلاق کا معاشرہ قائم ہو سکتا ہے۔

آنحضرت ﷺ کا اپنا اسوہ اس بارہ میں کیا اعلیٰ تھا۔ بخاری کی روایت ہے۔

رسول کریمؐ کے اکثر رحمی رشتہ داروں نے دعوئ نبوت پر آپ کی مخالفت کی، مگر آپ ﷺ فرماتے تھے کہ بے شک قریش کی فلاں شاخ والے لوگ میرے دوست نہیں رہے، دشمن ہوگئے ہیں مگر آخر میرا اُن سے ایک خونی رشتہ ہے، میں اس رحمی تعلق کے حقوق بہرحال ادا کرتا رہوں گا۔

(بخاری کتاب الادب باب تبل الرحم ببلالها)

تو دیکھیں یہ وہ تعلیم ہے جس پر آپؐ نے عمل کر کے دکھایا۔

پھر اپنے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی پیروی میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کیا نمونہ تھا۔ یہ واقعہ سنیں۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ:

”ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کو یہ اطلاع ملی کہ مرزا نظام الدین صاحب جو حضرت مسیح موعودؑ کے اشد ترین مخالف تھے بیمار ہیں اس پر حضور ان کی عیادت کے لئے بلا توقف ان کے گھر تشریف لے گئے اس وقت ان پر بیماری کا اتنا شدید حملہ تھا کہ ان کا دماغ بھی اس سے متاثر ہو گیا تھا۔ آپ نے ان کے مکان پر جا کر ان کے لئے مناسب علاج تجویز فرمایا جس سے وہ خدا کے فضل سے صحت یاب ہو گئے۔ ہماری اماں جان حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا بیان فرماتی تھیں کہ باوجود اس کے کہ مرزا نظام الدین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سخت مخالف بلکہ معاند تھے آپ ان کی تکلیف کی اطلاع پا کر فوراً ہی ان کے گھر تشریف لے گئے اور ان کا علاج کیا اور ان سے ہمدردی فرمائی۔

یہ وہی مرزا نظام الدین صاحب ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف بعض جھوٹے مقدمات کھڑے کئے اور اپنی مخالفت کو یہاں تک پہنچا دیا کہ حضرت مسیح موعودؑ اور حضور کے دوستوں اور ہمسایوں کو دکھ دینے کے لئے حضور کی مسجد یعنی خدا کے گھر کا رستہ بند کر دیا اور بعض غریب احمدیوں کو ایسی ذلت آمیز اذیتیں پہنچائیں کہ جن کے ذکر تک سے شریف انسان کی طبیعت حجاب محسوس کرتی ہے۔ مگر حضور کی رحمت اور شفقت کا یہ عالم تھا کہ مرزا نظام الدین صاحب جیسے معاند کی بیماری کا علم پا کر بھی حضور کی طبیعت بے چین ہو گئی۔“

(سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ ۲۹۰۔۲۹۱)

تو یہ ہے اس مسیح اور مہدی کا اسوہ۔ اب ہم میں سے ہر ایک کو جو آپ کی جماعت کی طرف منسوب ہو رہے ہیں۔ ہمیں اپنا محاسبہ کرنا چاہئے کہ ہم کس حد تک اس پر عمل کرتے ہیں۔ بعض دفعہ بعض ایسے رشتہ دار بھی ہوتے ہیں، ہمسائے بھی ہوتے ہیں، جن پر جتنا چاہے حسن سلوک کرو جب بھی موقع ملے نقصان پہنچانے سے باز نہیں آتے۔ ان کی سرشت میں ہی نقصان پہنچانا ہوتا ہے۔ ان کا وہی حساب ہوتا ہے کہ بچھوؤں کی ایک قطار جا رہی تھی کسی نے پوچھا کہ اس میں سردار کون ہے۔ انہوں نے کہا کہ جس کے ڈنگ پر ہاتھ رکھ دو وہی سردار ہے، وہ ڈنگ مارے گا۔

لیکن حکم کیا ہے کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ ایسے لوگوں کے بارہ میں حسن ظن کی ایک روایت ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میرے کچھ رشتہ دار ہیں۔ میں ان سے تعلق جوڑتا ہوں وہ توڑتے ہیں۔ میں احسان کرتا ہوں وہ بدسلوکی کرتے ہیں۔ میرے نرمی اور حلم کے سلوک کا جواب وہ زیادتی اور جہالت سے دیتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر وہ ایسا ہی کرتے ہیں جیسا تم نے بیان کیا تو تم گویا ان کے منہ پر خاک ڈال رہے ہو (یعنی ان پر احسان کر کے ان کو ایسا شرمسار کر کے رکھ دیا ہے کہ وہ منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے۔) اور اللہ کی طرف سے تمہارے لئے ایک مددگار فرشتہ اس وقت تک مقرر رہے گا جب تک تم اپنے حسن سلوک کے اس نمونہ پر قائم رہو گے۔ (مسند احمد جلد ۲ ص ۳۰۰ مطبوعہ بیروت)

پھر حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میرے محبوب ﷺ نے مجھے چند

Kaiser Travel

Tel: 040-89726601 Mob: 0177-7601843 Fax : 040-89726603

اپنے کرم فرماؤں کے لیے خوشخبری

دنیا بھر میں کسی بھی جگہ خوشگوار سفر کے لئے خصوصی رعایت کے ساتھ سستی اور یقینی نشستوں کے حصول کے لئے ہماری خدمات سے فائدہ اٹھائیں۔ ہمارے ہاں ہر ائیر لائن کی ٹکٹوں کی سہولت موجود ہے۔

پاکستان کے لئے ہماری سپیشل آفر

☆GULF AIR فرینکفرٹ سے کراچی، اسلام آباد، پشاور، لاہور 429.-Euro

سستی اور یقینی نشستیں حاصل کرنے کیلئے جلد سے جلد رابطہ کریں! بکنگ کی کوئی فیس نہیں!

گرمیوں کی چھٹیوں میں پریشانی سے بچنے کیلئے ابھی سے بکنگ کروائیں

Preis gilt bis zum 30.06.2004☆Alle Priese sind in Euro ohne Tax

Änderung und Druckfehler vorbehalten.

ACHTUNG! Storno Gebühren nach der Ticket ausstellung zwichen 100 und 150 Euro p.Person

باتوں کی نصیحت فرمائی۔ان میں نمبر ایک یہ تھی کہ جولوگ مجھ سے مال وجاہ وغیرہ میں فوقیت رکھتے ہیں یعنی مالی لحاظ سے زیادہ اچھے ہیں،ان کی طرف نہ دیکھوں بلکہ ان لوگوں کو دیکھوں جو مجھ سے کمتر ہیں تاکہ میرے دل میں شکر کا جذبہ ابھرے۔دوسری بات یہ نصیحت فرمائی کہ مسکینوں سے محبت کرو اور ان کے ساتھ جاؤ۔اور پھر تیسری بات یہ فرمائی کہ میرے اعزا اور رشتہ دار چاہے مجھ سے خفا ہوں اور میرے حقوق ادا نہ کریں تب بھی مَیں ان سے اپنا تعلق جوڑے رکھوں اور ان کے حقوق ادا کرتا رہوں۔(ترغیب و ترہیب بحوالہ طبرانی)

حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:غریب مسکین کو صدقہ دینے سے صرف صدقے کا ثواب ملتا ہے اور غریب رشتہ دار کو دینے سے دوہرا ثواب ملتا ہے۔ایک صدقے کا،دوسرا رشتے داری کے حقوق ادا کرنے کا۔

صدقے والی اور بات ہوتی ہے اور ان کی مدد کرنے کی کہ ان کے مالی حالات میں بہتری ہو،مدد کرنے کی غرض نہیں ہوتی۔اس کا نام صدقہ نہ رکھیں لیکن مدد ضرور کرنی چاہئے۔

پھر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ دوسروں کی تکلیف کی پیروی کرنے والے نہ بنو۔اس طرح نہ سوچو کہ لوگ ہمارے ساتھ اچھا سلوک کریں گے تو ہم بھی ان کے ساتھ اچھا سلوک کریں گے۔اور اگر وہ ہم پر ظلم کریں گے تو ہم بھی ان پر ظلم کریں گے۔بلکہ اپنے آپ کو اس بات پر قائم کرو کہ لوگ تم سے اچھا سلوک کریں گے تو تم بھی ان سے اچھا سلوک کروگے۔اور اگر برا برتاؤ کریں گے تو پھر بھی تم ان کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کروگے،بلکہ نیکی کروگے۔

تو یہ آج کل احمدی کا ہی طرہ امتیاز ہے کہ باوجود سختیوں کے اور تنگیوں کے اپنے ہمسایوں کے لئے دل میں درد رکھتے ہیں۔کہیں ضرورت پیش آجائے ان کی خدمت کے لئے فوری طور پر اپنے آپ کو پیش کر دیتے ہیں۔ہر وقت اسی بات پر کمربستہ رہتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’دوسرے طور پر جو ہمدردی بنی نوع سے متعلق ہے اس آیت ﴿اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی ......﴾(النحل:۹۱) کے یہ معنے ہیں کہ اپنے بھائیوں اور بنی نوع سے عدل کرو اور اپنے حقوق سے زیادہ اُن سے کچھ تعرض نہ کرو اور انصاف پر قائم رہو۔

اور اگر اس درجہ سے ترقی کرنی چاہو تو اس سے آگے احسان کا درجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تُو اپنے بھائی کی بدی کے مقابل نیکی کرے اور اُس کی آزار کی عوض میں تُو اس کو راحت پہنچاوے اور مروّت اور احسان کے طور پر دستگیری کرے۔

پھر بعد اس کے ایتاء ذی القربیٰ کا درجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تُو جس قدر اپنے بھائی سے نیکی کرے یا جس قدر بنی نوع کی خیر خواہی بجالاوے اس سے کوئی اور کسی قسم کا احسان منظور نہ ہو بلکہ طبعی طور پر بغیر پیش نہاد کسی غرض کے وہ تجھ سے صادر ہو جیسی شدت قرابت کے جوش سے ایک خویش دوسرے خویش کے ساتھ نیکی کرتا ہے۔سو یہ اخلاقی ترقی کا آخری کمال ہے کہ ہمدردی خلائق میں کوئی نفسانی مطلب یا مدّعا یا غرض درمیان نہ ہو بلکہ اخوت و قرابت انسانی کا جوش اس اعلیٰ درجہ پر نشوونما پا جائے کہ خود بخود بغیر کسی تکلف کے اور بغیر پیش نہاد رکھنے کسی قسم کی شکر گزاری یا دعا یا اور کسی قسم کی پاداش کے وہ نیکی فقط فطرتی جوش سے صادر ہو۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۵۱۔۵۵۲)

یعنی نیکی جب کرو تو اس کے بدلہ میں کسی انعام کا اور کسی چیز کے لئے تمہارے دل میں کوئی خیال نہ ہو۔

پھر فرمایا کہ: ’’جو شخص قرابت داروں سے حسن سلوک نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے‘‘۔(کشتی نوح صفحہ ۱۷)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ یہ نیکیاں اور حسن سلوک کر کے تمہیں ذاتی فائدے ہی ملیں گے،اسی دنیا میں ملیں گے۔اور وہ کیا ہیں کہ تمہیں چین نصیب ہوگا اور عمر میں برکت پیدا ہوگی۔

آپ فرماتے ہیں کہ:

’’جو کوئی اپنی زندگی بڑھانا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ نیک کاموں کی تبلیغ کرے اور مخلوق کو فائدہ پہنچاوے۔جب اللہ تعالیٰ کسی دل کو ایسا پاتا ہے کہ اس نے مخلوق کو نفع رسانی کا ارادہ کر لیا ہے تو وہ اسے توفیق دیتا اور اس کی عمر دراز کرتا ہے۔جس قدر انسان اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس کی مخلوق کے ساتھ شفقت کے ساتھ پیش آتا ہے اُسی قدر اس کی عمر دراز ہوتی اور اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہوتا اس کی زندگی کی قدر کرتا ہے لیکن جس قدر وہ خدا تعالیٰ سے لاپرواہ اور لااُبالی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی پروا نہیں کرتا......اس جگہ ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ بعض لوگ جو نیک اور برگزیدہ ہوتے ہیں چھوٹی عمر میں بھی اس جہان سے رخصت ہوتے ہیں اور اس صورت میں گویا یہ قاعدہ اور اصل ٹوٹ جاتا ہے مگر یہ ایک غلطی اور دھوکا ہے‘‘۔(حضور نے فرمایا کہ بعض لوگ بڑی نیکی کرتے ہیں......لیکن چھوٹی عمر میں فوت ہو رہے ہوتے ہیں یہ کوئی قاعدہ نہیں)’’دراصل ایسا نہیں ہوتا۔یہ قاعدہ کبھی نہیں ٹوٹتا مگر ایک اور صورت پر درازیٔ عمر کا مفہوم پیدا ہوجاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ زندگی کا اصل منشاء اور درازیٔ عمر کی غایت تو کامیابی اور بامراد ہونا ہے۔پس جب کوئی شخص اپنے مقاصد میں کامیاب اور بامراد ہو جاوے اور اس کو کوئی حسرت اور آرزو باقی نہ رہے اور مرتے وقت نہایت اطمینان کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہو تو وہ گویا پوری عمر حاصل کر کے مرا ہے اور درازیٔ عمر کے مقصد کو اس نے پالیا ہے۔اُس کو چھوٹی عمر میں مرنے والا کہنا سخت غلطی اور نادانی ہے۔صحابہ میں بعض ایسے تھے جنہوں نے بیس بائیس برس کی عمر پائی مگر چونکہ ان کو مرتے وقت کوئی حسرت اور نامرادی باقی نہ رہی بلکہ کامیاب ہو کر اٹھے تھے اس لئے انہوں نے زندگی کا اصل منشاء حاصل کر لیا تھا۔(الحکم جلد ۷۔نمبر ۳۱۔مورخہ ۲۴؍اگست ۱۹۰۳ء۔صفحہ ۲۔۳۔بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد دوم صفحہ ۴۳۹۔۴۴۰)۔

پھر آپ فرماتے ہیں:

’’اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی......تم ماتحتوں پر اور اپنی بیویوں پر اور اپنے غریب بھائیوں پر رحم کرو تا آسمان پر تم پر بھی رحم ہو۔تم سچ مچ اس کے ہو جاؤ تاکہ وہ بھی تمہارا ہو جائے۔(کشتیٔ نوح)

اللہ کرے کہ ہم اللہ اور اس کی مخلوق کے حقوق ادا کرنے والے ہوں اور ان سے حسن سلوک کر کے اللہ تعالیٰ کو اپنا بنانے والے بن جائیں۔

اب مَیں بعض مرحومین کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جن کا ذکر گزشتہ جمعہ میں رہ گیا۔

سب سے پہلے تو مکرم ومحترم شیخ محبوب عالم خالد صاحب ہیں۔آپ نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۹۵ سال کی عمر پائی۔آپ خانصاحب فرزند علی خان صاحب کے بیٹے تھے۔۱۹۳۶ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے حکم سے آپ نے اپنی زندگی وقف کی اور جماعتی خدمت کا آغاز کیا۔نہایت منکسر المزاج اور مخلص اور لگن اور محنت سے کام کرنے والے تھے۔۶۸ سال تک انہوں نے اللہ کے فضل سے جماعت کی خدمت کی توفیق پائی۔بطور استاد مدرسۃ البنات،اور پھر مدرسہ احمدیہ،پھر کچھ دیر کالج میں پڑھاتے رہے اور پھر ناظر بیت المال کے طور پر،پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے پرائیویٹ سیکرٹری کی حیثیت سے خدمت انجام دی۔پھر صدر،صدر انجمن احمدیہ پاکستان کے عہدہ پر فائز ہوئے۔۱۹۶۹ء میں جب آپ کالج سے ریٹائر ہوئے تو صدر انجمن کے دفاتر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے آپ کو بطور ناظر بیت المال کے لگا دیا تھا اور وفات تک تقریباً ۳۷ سال تک آپ نے خدمت کی۔صدر انجمن کے دفاتر میں۔

آپ خدام الاحمدیہ کے بانی ارکان میں سے تھے۔حضرت مصلح موعودؓ نے جب خدام الاحمدیہ بنائی ہے تو جو چند بانی ارکان تھے ان میں سے آپ بھی تھے۔اور آپ اس کے پہلے جنرل سیکرٹری بنے۔پھر آپ کو خدام الاحمدیہ کے مختلف شعبوں میں بھی کام کرنے کا موقع ملا اور بارہ سال تک قائد عمومی انصار اللہ رہے۔جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث صدر انصار اللہ مرکزیہ ہوتے تھے۔اور وفات تک آپ مجلس انصار اللہ پاکستان کی عاملہ کے اعزازی ممبر بھی رہے۔اور پھر ۲۰۰۰ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے آپ کو صدر صدر انجمن احمدیہ مقرر فرمایا۔

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز۔ربوہ
☆ ریلوے روڈ: 0092 4524 214750
☆ اقصیٰ روڈ: 0092 4524 212515
SHARIF JEWELLERS
RABWAH - PAKISTAN

اور وفات تک آپ اس عہدہ پر فائز رہے۔ آخر تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے ذہنی لحاظ سے بالکل ٹھیک تھے اور اپنے کام بخوبی انجام دیتے رہے۔ چھ بیٹے آپ نے یادگار چھوڑے ہیں۔ میں ان کے بارہ میں مختصراً یہ بھی بتادوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے قادیان میں آپس میں اخوت کا رشتہ قائم کرنے کے لئے ایک پروگرام شروع کیا تھا کہ دو لڑکوں کو آپس میں بھائی بھائی بنادیتے تھے۔ کس طرح بنتے تھے اس کی ایک لمبی تفصیل ہے۔ تو حضرت شیخ صاحب میرے والد صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے بھائی بنے اور ان کے ساتھ یہ رشتہ قائم ہوا۔ پھر ان کے انکسار اور اخلاص کا ذکر کر آیا ہوں یہ صفت واقعی ان میں بہت زیادہ تھی۔ یہ نہیں کہ ذکر کرنے کے لئے کیا ہے بلکہ میں یہ بھی بتادوں کہ جب مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ناظر اعلیٰ اور امیر مقامی مقرر فرمایا تھا تو آپ اس وقت ناظر بیت المال تھے۔ باوجود ایک بہت سینئر ناظر ہونے کے، عمر میں بھی مجھ سے بہت بڑے تھے، میرے والد صاحب کے برابر تھے تو شیخ صاحب نے اطاعت کا وہ نمونہ دکھایا جو واقعی ایک مثال ہے اور بعض دفعہ تو ان کی اس اطاعت اور اخلاص کو دیکھ کر شرم بھی آتی تھی۔ پھر جب حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے انہیں صدر صدر انجمن احمدیہ مقرر فرمایا تو باوجود اس کے کہ ان کے پاس ایک بڑا عہدہ تھا لیکن شفقت کے ساتھ ساتھ اطاعت کا پہلو بھی رہا۔ وہ اس لئے کہ مَیں امیر مقامی بھی تھا اور امیر کی اطاعت ضروری ہے۔ تو یہ قابل مثال ہیں بہت سوں کے لئے۔ اللہ تعالیٰ ان سے بے انتہا مغفرت کا سلوک فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کو اپنے پیاروں کے قدموں میں جگہ دے۔ آپ موصی تھے اور مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے بچوں کو بھی انہی کی طرح کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

پھر ہمارے ایک بزرگ حضرت مولانا محمد سعید انصاری صاحب تھے جن کی ۹؍جنوری کو وفات ہوئی۔ یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ جمعہ کے دن ہی ان کی پیدائش ہوئی اور جمعہ کے دن ہی ان کی وفات ہوئی ہے۔ آپ نے ۱۹۴۶ء میں اپنی زندگی وقف کی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آپ کی پہلی تقرری ملایا، سنگاپور میں بطور مربی کے فرمائی۔ پھر آپ سماٹرا اور برٹش نارتھ بورنیو جو آج کل ملائشیا کہلاتا ہے اس میں ۱۹۵۹ء تک رہے۔ ۱۹۶۱ء میں دوبارہ سنگاپور میں تقرری ہوگئی۔ پھر ۱۹۶۴ سے ۱۹۶۶ء تک جامعہ احمدیہ میں انڈونیشین زبان پڑھاتے رہے۔ ۱۹۶۷ء میں انہیں دوبارہ ملائشیا بھجوایا گیا۔ واپسی پر تین سال مرکزی دفاتر میں خدمات سرانجام دیں۔ پھر ۱۹۷۳ء سے ۱۹۷۶ء تک ملائشیا چلے گئے پھر واپسی پر جامعہ احمدیہ میں تقرری ہوئی اور ۱۹۸۰ء سے ۲۰۰۳ء تک آپ وکالت تبشیر ربوہ اور وکالت اشاعت ربوہ میں خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ انڈونیشین زبان میں متعدد کتب کا ترجمہ کرنے کی بھی آپ کو توفیق ملی۔

آپ نیک، باوفا، مخلص، دعاگو اور عالم باعمل بزرگ مربی تھے۔ آپ نے نہایت اخلاص، محنت اور لگن کے ساتھ ۵۷ سال تک بے لوث خدمات سلسلہ ادا کرنے کی توفیق پائی ہے۔ مرحوم کی چھ بیٹیاں تھیں۔ واقعی بہت سادہ مزاج بالکل عاجز انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور مغفرت کا سلوک فرمائے۔ ان کے ایک داماد ہمارے مبلغ مکرم نسیم باجوہ صاحب ہیں۔ اللہ ان کی بچیوں کو صبر اور حوصلہ کے ساتھ یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

پھر مکرم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب ۱۵؍جنوری بروز جمعرات بعمر ۷۷ سال وفات پا گئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے صدر رہے۔ آپ نے انڈونیشیا میں بطور مبلغ کے بھی خدمات کی توفیق پائی اور جامعہ احمدیہ میں بھی پڑھاتے رہے۔ ان کے بیٹے مکرم صاحبزادہ عبدالصمد احمد صاحب اس وقت سیکرٹری مجلس کارپرداز کے طور پر خدمات بجا لا رہے ہیں۔ پسماندگان میں بیگم کے علاوہ ۳ بیٹے اور ۴ بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے مجھے خلافت پر متمکن فرمایا تو ان کی طرف سے انتہائی عاجزی اور اخلاص اور وفا کا خط مجھے ملا اور پھر اس کے بعد ہر خط میں یہ حال بڑھتا چلا گیا۔ باوجود اس کے کہ میرے ساتھ انتہائی قریبی رشتہ تھا، ماموں کا رشتہ تھا۔ ان کے اخلاص اور وفا کے الفاظ پڑھ کر دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے بھر جاتا تھا۔ میرا خیال ہے کہ میرے چند ایک ایسے بڑے رشتہ دار ہیں جنہوں نے اس طرح وفا اور اطاعت کا اظہار کیا ہوگا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ باقی رشتہ داروں نے وفا کا اظہار نہیں کئے۔ ہر ایک کا اپنا اپنا انداز ہوتا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کے ہر فرد نے بڑے اخلاص اور وفا سے خلافت کی بیعت کی ہے۔ ان میں بہت سے مجھ سے عمر میں بھی بڑے ہیں، تجربے میں بھی بڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام خاندان کو خلافت سے محبت اور وفا میں ہمیشہ بڑھاتا رہے اور آئندہ آنے والی ہر خلافت کے ساتھ بھی سب لوگ اطاعت کا نمونہ دکھائیں۔ بہرحال یہاں ذکر میاں صاحب کا تھا۔ اپنا انجام بخیر ہونے کے بارہ میں مجھے باقاعدہ لکھتے رہتے تھے اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ آپ کی تدفین بھی موصی ہونے کی وجہ سے بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی ہے۔ آپ ہمیشہ مجھے اپنی بیگم صاحبہ کے بارہ میں لکھا کرتے تھے کہ ان کے لئے دعا کریں کہ ان کو صحت دے۔ ان کو تکلیف تو کوئی نہ تھی۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کا اپنا ایک طریق ہے۔ یہ خیال نہیں تھا کہ پہلے خود چلے جائیں گے۔ احباب ان کی بیگم صاحبہ کے لئے دعا کریں وہ دل کی مریضہ ہیں۔ ان کی بیگم صاحبہ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کی بیٹی ہیں۔

پھر ہمارے مبلغ جوزمبابوے کے مشنری انچارج تھے ان کی بھی کچھ عرصہ ہوا وفات ہوئی ہے۔ یہ مکرم سمیع اللہ قمر صاحب ہیں آپ مکرم عطاء اللہ صاحب سابق اسسٹنٹ مینجر سندھ جیننگ و پراسسنگ فیکٹری سندھ کے بیٹے تھے۔ مئی ۱۹۷۷ء میں ربوہ سے شاہد پاس کیا اور پھر قریباً دس سال تک پاکستان میں خدمات سرانجام دیں اور پھر قریباً ساڑھے تیرہ سال زیمبیا اور زمبابوے میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ زمبابوے کے امیر تھے۔ بہت محنت اور اخلاص اور بڑی جانفشانی سے خدمات سرنجام دیتے رہے۔ اچانک آپ کو ہارٹ اٹیک ہوا اور آپ کی وفات ہوئی اس طرح غیر ملک میں وفات ہونے کی وجہ سے شہادت کا رتبہ بھی پایا۔ پسماندگان میں بوڑھے والدین بھی زندہ ہیں، اہلیہ اور پانچ بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں اللہ تعالیٰ ان کے بھی درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور بچیوں کا خود ہی کفیل ہو جائے۔۔ مرحوم موصی تھے اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی ہے۔

❁❁❁............ ❁ ....❁❁❁

نماز جنازہ حاضر

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۱۸؍فروری ۲۰۰۴ء بروز بدھ قبل از نماز ظہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں **مکرم میاں منصور احمد خان صاحب (آف ہیز) لندن** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔ مرحوم ۱۴؍فروری کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے تھے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے اور دو بیٹیاں دگار چھوڑی ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

(۱) مکرمہ سیدہ رضیہ شیریں صاحبہ۔ اہلیہ بریگیڈئر سید ضیاء الحسن صاحب۔
مرحومہ ۱۰؍فروری ۲۰۰۴ء راولپنڈی میں بوجہ ہارٹ اٹیک وفات پاگئیں۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ نہایت نیک، خلیق، دعاگو اور متقی خاتون تھیں۔ آپ نے پسماندگان میں ایک بیٹی اور تین بیٹے یاگار چھوڑے ہیں۔

(۲) مکرمہ امۃ الحئی صاحبہ اہلیہ مکرم ملک عطاء محمد صاحب۔ آپ مورخہ ۱۷؍فروری ۲۰۰۴ء کو بصیرپور ضلع اوکاڑہ میں وفات پاگئیں۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ نہایت نیک اور سلسلہ کا درد رکھنے والی مخلص خاتون تھیں۔ آپ موصیہ تھیں اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔

(۳) مکرم راجہ منیر احمد صاحب (ڈی ایس پی، اسلام آباد)۔ آپ کو برین ہیمرج کی تکلیف ہوئی جس سے آپ جانبر نہ ہو سکے۔ اور ۱۵؍فروری ۲۰۰۴ء کو اسلام آباد میں انتقال کر گئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نہایت مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ آپ نے پسماندگان میں چار بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے ہیں۔

(۴) مکرم عامر جاوید صاحب۔ آپ پھیپھڑوں میں انفیکشن کی وجہ سے مورخہ ۲۳؍جنوری ۲۰۰۴ء کو ۳۲ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے جرمنی کے شعبہ اشاعت اور کمپیوٹر میں خدمت کی توفیق پائی۔

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک فرمائے، درجات بلند کرے اور جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

❁❁❁❁❁

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔
(مینجر)

TOWNHEAD PHARMACY
FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS NEEDS
☆......☆......☆
31 Townhead Kirkintilloch
Glasgow G66 1NG
Tel: 0141-211-8257
Fax: 0141-211-8258

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

”الفضل ڈائجسٹ“ کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

صحابہؓ کی شفاء سے متعلق قبولیت دعا

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۱۰؍نومبر ۲۰۰۳ء میں سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے بعض صحابہؓ کے شفاء سے متعلق ایمان افروز واقعات (مرتبہ مکرم عطاءالوحید باجوہ صاحب) شامل اشاعت ہیں۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے بارہ میں حضرت شیخ فضل احمد صاحب بٹالویؓ تحریر کرتے ہیں کہ میری زوجہ اول کی بیماری کے ایام میں مجھے بڑی پریشانی رہی تھی اور یہ بات میرے دماغ اور دل پر حاوی تھی کہ حضرت خلیفہ اول کے علاج سے مریضہ کو شفا ہو جائے گی۔ دیگر وجوہات کے علاوہ بڑی وجوہات یہ تھیں کہ حضرت خلیفہ اول میرے مرشد ہیں اور باخدا ہیں اور پھر طبیب بھی اعلیٰ درجہ کے ہیں۔ مَیں حضور کو بار بار دعا کے لئے عرض کیا کرتا تھا۔ ایک روز بوقت عصر حضور نے مسجد مبارک کی سیڑھیوں کے پاس میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ کسی جوان کو پیٹ درد محسوس ہوتی ہے تو وہ خیال کرتا ہے کہ ذرا چلنے پھرنے یا ورزش کرنے سے دُور ہو جائے گی۔ جب دُور نہیں ہوتی تو اپنی بیوی سے ذکر کرتا ہے جو کہتی ہے کہ مَیں ابھی چائے وغیرہ تیار کر کے دیتی ہوں اس سے آرام ہو جائے گا۔ جب اس سے بھی آرام نہیں آتا تو محلّہ کے کسی طبیب سے دوائی پیتا ہے، پھر بھی آرام نہیں ہوتا۔ تو شہر کے بڑے طبیب کے پاس جاتا ہے۔ اس کے علاج سے بھی آرام نہیں آتا تو اسے خیال آتا ہے کہ علاج سے تو شفاء نہیں ہوئی تو وہ کسی بزرگ باخدا کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا حال عرض کرتا ہے اور کہتا ہے کہ دنیا کے علاج و معالجہ سے تو کچھ نہیں ہوا۔ اگر حضور نے دعا کی تو امید ہے شفاء ہو جائے گی۔ مگر جب اس باخدا بزرگ کی دعاؤں سے بھی فائدہ نہیں ہوتا تو وہ خدا کے حضور سجدہ میں گر جاتا ہے یہ کہتے ہوئے کہ اے خدا مَیں نے سارا جہان دیکھ لیا مگر میری مصیبت دُور نہیں ہوئی۔ اب تیرے دروازہ پر آیا ہوں اب تو رحم فرما اور میرے گناہ بخش کر مجھے شفاء دے۔ تو اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرتا ہے اور اسے شفاء دیتا ہے۔...... ایک روز مولوی عبدالحئی صاحب ابن حضرت خلیفہ اولؓ نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کو معلوم ہے کہ آپ کی اہلیہ صاحبہ کو بیماری سے شفاء کس طرح ہوئی؟ مَیں نے کہا نہیں۔ تو بتایا کہ جن ایام میں آپ اباجان کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کیا کرتے تھے انہی دنوں ایک روز اباجان گھر میں تشریف لائے اور فرمایا کہ فضل احمد کو اپنی بیوی سے بڑی محبت ہے اور ہمیں فضل احمد سے محبت ہے۔ ان کی بیوی کا ہر چند ہم نے علاج کیا مگر فائدہ نہیں ہوتا۔ اس لئے ان کے لئے اب اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتے ہیں۔ یہ کہہ کر حضورؓ ایک مصلّی پر جو صحن میں پڑا تھا سجدہ میں گر گئے اور بڑی دیر تک دعا کی جس کے بعد وہ صحت یاب ہو گئیں۔

☆ حضرت اماں جانؓ کی قبولیت دعا کا واقعہ حضرت مولوی رحمت علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ قادیان رہائش کے دوران اُن کی اہلیہ ایک دفعہ خونی پیچش سے سخت بیمار ہو گئیں، کئی دن تک علاج معالجہ کے باوجود بھی کوئی افاقہ نہ ہوا حالت مزید خراب ہوتی گئی۔ بار بار خون آنے کی وجہ سے بے حد کمزوری ہو گئی حتیٰ کہ اٹھنے بیٹھنے سے بھی لاچار تھی۔ نہ بچنے کی صورت نظر آرہی تھی۔ اسی دوران ایک دن صبح ہوتے ہی پیغام ملا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فوری آپ کو بلایا ہے۔ آپ اسی وقت حاضر ہو گئے۔ ارشاد فرمایا کہ دو چھکڑے فلاں گاؤں سے بھوسہ بھروا کر لے آؤ۔ حکم ملتے ہی چھکڑوں کا انتظام کر لیا اور رخصت ہوتے وقت مَیں نے حضرت اماں جانؓ کی خدمت میں عرض کی کہ میری بیوی پیچش کی وجہ سے سخت بیمار ہے، گھر میں کوئی سنبھالنے والا بھی نہیں ہے۔ اُس کی خبر ضرور کروالیں۔ آپؓ نے فرمایا تم بے فکر ہو کر جاؤ، ہم دعا بھی کریں گے اور خیال بھی رکھیں گے۔...... رات عشاء کے وقت ہم واپس پہنچے۔ حضرت اماں جانؓ نے حضرت مسیح موعودؑ سے دریافت کر کے بتایا کہ فلاں مکان میں اتروالو، پھر چھکڑے والوں کو کھانا وغیرہ کھلا کر رخصت کرنا ہے اور خود بھی ان کے ساتھ کھانا کھاؤ اپنے گھر کی تسلی رکھو۔ آپ کی بیوی بالکل صحت مند ہے۔ ...... سب کاموں سے فارغ ہو کر کافی رات گئے جب مَیں گھر آیا تو خداتعالیٰ کی شان کہ اس کو ہر لحاظ سے تندرست اور صحت مند پایا...... مَیں نے پوچھا کہ کیا جادو کیا کہ اتنی جلد صحت یاب ہو گئی کہنے لگی حضرت اماں جان نے دوائی تو کوئی نہ دی تھی مگر صرف کھانا شاہی دستر خان سے بھجوایا تھا اور ساتھ تاکید یہ بھی کی کہ خوب پیٹ بھر کر کھانا کھالے...... حالانکہ طبیب نے سختی سے وہ سب کھانے بند کئے ہوئے تھے جو ایسی بیماری کے لئے سخت مضر تھے۔

☆ مکرم فتح محمد صاحب حضرت اماں جان اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی قبولیت دعا کا ایک واقعہ تحریر فرماتے ہیں کہ 1917ء میں مجھے ککروں کی تکلیف تھی۔ ایک رات مجھے سخت تکلیف ہوئی کہ ساری رات نہ سو سکا۔ حضرت ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحبؓ کو بلایا۔ آپؓ تشریف لائے اور اپنے ہاتھوں سے دوائی لگا کر چلے گئے اور شدت بیماری کا مجھ سے یا میری بیوی سے ذکر نہ کیا البتہ گھر جاکر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور حضرت اماں جانؓ سے ذکر کیا کہ فتح محمد کی دائیں آنکھ تو قریباً ضائع ہو چکی ہے اور آنکھوں کی پتلی سے لے کر آنکھ کے آخر تک زخم ہے اور آنکھ کے اندر کی سفیدی نظر آتی ہے۔ اس پر اُن دونوں کے دلوں میں درد اور ترحم پیدا ہوا۔ اور اسی وقت میرے لئے دعا کی اور رات حضرت خلیفہ ثانی نے رویا میں دیکھا کہ مَیں حضور کے سامنے بیٹھا ہوں اور میری دونوں آنکھیں سلامت ہیں۔ یہ رویا حضور نے صبح ہی حضرت اماں جان کو سنایا تو حضرت اماں جان اسی وقت خوش خوش ہمارے گھر تشریف لائیں اور مبارکباد دی کہ اللہ تعالیٰ جلد صحت دے گا اور حضرت میر صاحب کی رپورٹ اور حضرت خلیفہ ثانی کے رویا کا ذکر کیا اور فرمایا اب اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہوگا اور صحت ہو جائیگی۔ بعد میں حضرت میر صاحب خود تشریف لائے اور آنکھ کا معائنہ کرنے کے بعد سخت حیرت ہوئی کہ ایک رات میں زخم کا 7/8 حصہ مندمل ہو گیا ہے۔ اس کے بعد بیماری گھٹنی شروع ہوئی اور میری دونوں آنکھیں درست ہو گئیں اور اللہ تعالیٰ نے ایک لمبا عرصہ خدمت سلسلہ کا موقع دیا۔ باوجود ہندوستان کے بعض ایسے علاقوں میں کام کرنے کے جہاں لُو اور دھوپ سے آنکھوں کے خراب ہونے کا خدشہ تھا میری آنکھیں بالکل ٹھیک رہیں۔

☆ مکرم میاں فضل الٰہی صاحب احمدی آف لالہ موسیٰ کی اہلیہ بعض نسوانی بیماریوں کی وجہ سے بیمار ہو گئیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ جب بیماریوں نے طول کھینچا تو مَیں نے بہت سے ماہر ڈاکٹروں اور لیڈی ڈاکٹروں سے ان کا علاج کروایا۔ لیکن افاقہ نہ ہوا۔ بعض لیڈی ڈاکٹروں نے بتایا کہ میری اہلیہ کے رحم میں نقص واقع ہو گیا ہے اور خدشہ ہے کہ آئندہ سلسلہ تولید بند ہو جائے گا۔ مَیں نے اس فکر میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو دعا کیلئے متواتر خط لکھے...... ان کے جواب میں حضرت مصلح موعود نے ازراہِ شفقت تحریر فرمایا کہ انشاءاللہ ہم دعا کریں لیکن آپ بچہ دانی کی اصلاح کیلئے جوان بکری کی بچہ دانی کی یخنی صبح و شام دو دفعہ ہفتہ عشرہ تک اپنی بیوی کو استعمال کروائیں۔ حضورؓ کی ہدایت پر عمل کرنے کے بعد جب لیڈی ڈاکٹر کو معائنہ کروایا گیا تو وہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ بچہ دانی بالکل درست اور صحیح ہے اور اس میں کوئی نقص باقی نہیں رہا۔ اور اس کے بعد ان کے ہاں کئی تندرست بچے تولد ہوئے۔

☆ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ رقمطراز ہیں 1943ء کا واقعہ ہے کہ مَیں تپ محرقہ سے سخت بیمار ہو گیا اور علاج کے باوجود بخار میں دن بدن زیادتی ہوتی گئی۔ ایک ماہ گزرنے کے بعد بخار کے ساتھ اسہال بھی شروع ہو گئے اور ضعف اور کمزوری کی وجہ سے مَیں اکثر بیہوش رہتا۔ یہاں تک کہ ایک دن غلطی سے میری موت کی افواہ بھی شہر میں پھیل گئی۔ حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ میری حالت نازک دیکھ کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے حضور ڈلہوزی پہنچے اور اس خادم کیلئے درخواست دعا کی۔ حضورؓ نے فرمایا کہ ہم سب مولوی صاحب کی صحت کے لئے دعا کر رہے ہیں۔ چنانچہ حضورؓ اور آپ کے اہل خانہ کی دردمندانہ دعاؤں نے اللہ تعالیٰ کے خاص فضل کو کھینچا اور مَیں روبصحت ہونے لگا۔

☆ حضرت شیخ فضل احمد صاحب بٹالویؓ رقمطراز ہیں کہ ۱۹۲۹ء میں نمونیہ کی وجہ سے داخل شفاخانہ کیا گیا۔ میری زندگی کی امید منقطع ہو گئی تھی مگر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی دعا اور توجہ سے دوبارہ زندگی پائی۔ اور حضورؓ کی توجہ سے ہی جماعت نے میری بے حد خدمت کی۔

حضرت مصلح موعودؓ کی قبولیت دعا کا ایک واقعہ حضرت شیخ صاحب یہ تحریر فرماتے ہیں کہ ۳؍نومبر ۱۹۵۷ء کو بندش بول سے بیمار ہو کر کوئی ایک ماہ سے اوپر شدید بیمار رہا۔ ایک وقت مجھ پر ایسا آیا کہ میری آنکھیں پتھرا گئیں اور نزع کی سی کیفیت وارد ہو گئی۔ چھت کی ایک کڑی پر میری نظر تھی۔ لیکن حرکت نہ کر سکتا تھا۔ میرے تمام بیٹے خدمت میں مصروف تھے۔ حضرت مصلح موعود حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ اور حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ اور دوسرے بہت سارے بزرگ میرے حق میں دعائیں کرتے تھے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا منشاء تھا کہ لاہور لے جاکر علاج کروایا جائے۔ پسرم عزیزم محمد احمد سلمہ نے عرض کیا کہ بس اڈہ تک لے جانے پر ہی اباجی کی وفات ہو جائے گی۔ ایک روز میاں غلام محمد صاحب اختر عیادت کے لئے آئے۔ میری حالت بہت نازک تھی۔ مَیں نے چشم پُر آب ہو کر کہا کہ حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں میری طرف سے بعد السلام علیکم عرض کریں کہ بادشاہوں کے ہاں شادی وغیرہ خوشی کی تقریبات پر قیدی رہا کئے جاتے ہیں۔ حضور کے خاندان میں بھی ایک ایسی تقریب ہے۔ مَیں مرض کا اسیر ہوں۔ دعا کر کے مجھے مرض سے آزاد کرائیں۔ بعد میں اختر صاحب نے بتایا کہ جب مَیں نے پیغام عرض کیا تو حضورؓ کے چہرہ سے یوں معلوم ہوتا تھا کہ حضورؓ نے دعا کی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قبولیت دعا کا یہ نشان دکھایا کہ ایک ماہ سے زائد عرصہ سے آلہ کے ساتھ پیشاب خارج کیا جاتا تھا اس واقعہ کے بعد مجھے خیال آیا کہ خود پیشاب کر کے دیکھوں۔ میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب کہ پیشاب خود ہی خارج ہو گیا اور بعد ازاں باقاعدہ آنے لگا۔ انہی ایام میں ایک روز حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکیؓ تشریف لائے۔ حالات سن کر دعا کی جس کے دوران میں اللہ اکبر کا نعرہ زور سے ان کی زبان سے بلند ہوا۔ آپؓ نے بتایا کہ مَیں نے دعا کے دوران دیکھا کہ مجھے فرشتے نور کے پانیوں سے غسل دے رہے ہیں۔ جس سے مراد غسل صحت نکلا۔ فالحمدللہ

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@hotmail.com

Vol. 11 Friday March 26, 2004 Issue No. 13

بقیہ: رپورٹ دورہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ از صفحہ اول

جس کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ۱۹۸۸ء کے دورہ کے موقع پر فرمایا تھا۔ اس کے بعد احمدیہ ہسپتال Agona Swedru کے لئے روانہ ہوئے۔ اس ہسپتال کا آغاز ۱۶؍اپریل ۱۹۷۱ء کو ہوا تھا۔ مکرم ڈاکٹر آفتاب احمد صاحب اس کے پہلے انچارج تھے۔ ہسپتال سے باہر سڑکوں کے دونوں اطراف کھڑے احباب کی کثیر تعداد نے حضور انور کا استقبال کیا جب کہ مردوزن کلمہ طیبہ کا ورد اور نعرہ تکبیر بلند کر رہے تھے۔ حضور نے ہسپتال کے مختلف شعبہ جات دیکھے حضور انور نے آپریشن تھیٹر کے موجودہ ٹیبل کو دیکھ کر فرمایا کہ جب ہسپتال شروع ہوا تھا تو اس وقت لکڑی کی عام ٹیبل تھی اس پر مکرم امیر صاحب نے فرمایا کہ حضور اس وقت بجلی بھی مہیا نہ تھی۔

روانگی سے قبل حضور انور نے خیر مقدم کے لئے تشریف لانے والے چیفس اور احباب کے پاس تشریف لا کر الوداعی سلام کیا اور ایسارچر کے لئے روانہ ہوئے۔

دوپہر بارہ بجے احمدیہ سیکنڈری سکول اکمفی ایسارچر (Ekumfi Essarkyir) پہنچے تو اساتذہ، احباب جماعت اور موقع پر موجود مہمانوں نے روایتی انداز میں ہاتھ ہلا کر استقبال کیا، نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے اور کلمہ طیبہ کا ورد کیا۔ اس سکول میں حضور انور ایدہ اللہ غانا میں اپنے قیام کے دوران اکتوبر ۱۹۷۹ء سے مارچ ۱۹۸۳ء تک پرنسپل رہے ہیں۔ سکول کے ائرفورس کیڈٹ نے سکول بینڈ کے ساتھ حضور انور کے اعزاز میں گارڈ آف آنر پیش کیا۔

حضور انور نے سکول میں Thurai کا پودا لگایا اور سکول کے نوتعمیر شدہ کلاس روم بلاک کا افتتاح فرمایا۔ حضور نے سکول کی ایک نمائش بھی دیکھی جس میں حضور انور کی بعض یادگاری تصاویر بھی آویزاں تھیں۔ اس موقع پر حضور انور نے ایک طالبعلم سے جو حضور انور کو شعبہ جغرافیہ کے چارٹس دکھا رہا تھا فرمایا: اگر تم فائنل امتحان میں ۸۰ فیصد نمبر لے لو تو میرا تم سے وعدہ ہے کہ غانا سے باہر کسی بھی یونیورسٹی میں اعلیٰ تعلیم دلواؤں گا۔ اس خوش قسمت طالبعلم کا نام Enock Yaw Asamoah ہے جو سکول کے شعبہ آرٹس میں فائنل ائر کا سٹوڈنٹ ہے۔ اسی طرح حضور انور نے سکول کے ہیڈ ماسٹر کو Agric Dept یعنی زرعی شعبہ بھی کھولنے کا ارشاد فرمایا۔

حضور نے کمپیوٹر سیکشن کا معائنہ بھی فرمایا جو اس چھوٹے سے کمرے میں ہے جہاں حضور کا بطور پرنسپل دفتر ہوا کرتا تھا۔ یہاں کمپیوٹر کی تعداد بہت کم تھی اس پر حضور انور نے ازراہ شفقت فرمایا اپنے کمپیوٹر سیکشن کو وسیع کر کے مجھے اطلاع دیں تو مَیں اس میں پانچ کمپیوٹر اور ائرکنڈیشن لگوا دوں گا۔ حضور انور نے ڈپٹی منسٹر فار انرجی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ بھی آپ کو پانچ کمپیوٹر دیں گے۔ اس کے بعد حضور انور پرنسپل کے دفتر تشریف لے گئے اور وزیٹر بک میں تحریر فرمایا:

’’یہ وہ سکول ہے جہاں میں نے قریباً چار سال خدمت کی توفیق پائی ہے اس لئے میرا اس کے ساتھ جذباتی تعلق ہے۔ مجھے اس بات کی ازحد خوشی ہے کہ جس سکول کے لئے مَیں نے خون پسینہ ایک کیا آج حیران کن رفتار کے ساتھ ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ ترقیات سے نوازے۔ اللہ تعالیٰ تمام طلباء اور سٹاف ممبران پر اپنا فضل فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو قوم اور معاشرہ کی ترقی و بہبود کے لئے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)‘‘۔

اس کے بعد حضور انور ہیڈ ماسٹر کی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔ یہ وہی مکان ہے جہاں حضور انور اپنی فیملی کے ساتھ رہائش پذیر رہے۔ حضور انور بے حد خوش تھے۔ گھر کے دو تین کمروں میں تشریف لے گئے اور پرانی یادیں تازہ کرتے رہے۔ حضور نے گھر سے ملحقہ پلیٹ فارم کے متعلق فرمایا کہ ہم یہاں اکثر شام کو بیٹھا کرتے تھے۔

اس کے بعد حضور جامعہ احمدیہ غانا کے کمپلیکس میں تشریف لے گئے۔ جہاں طلباء اور سٹاف نے حضور کا استقبال کیا۔ حضور انور نے جامعہ احمدیہ کی نئی عمارت کا افتتاح بھی فرمایا اور یہاں ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

اس وقت یہاں غانا، بورکینا فاسو، گیمبیا، گنی بساؤ، لائبیریا اور آئیوری کوسٹ سے تعلق رکھنے والے ۲۴ طلباء زیر تعلیم ہیں۔ حضور نے ان کو قرآن مجید کا علم حاصل کرنے اور تفقہ فی الدین کی نصیحت فرمائی اور جملہ طلباء کو شرف مصافحہ بھی بخشا۔ حضور نے جامعہ کے احاطہ میں ایک پودا بھی لگایا۔

حضور جامعہ احمدیہ سے روانہ ہو کر غانا کے پہلے احمدی مکرم چیف مہدی آپا صاحب اور مرکزی مبلغ مکرم مولوی عبدالکریم خالد صاحب کی قبروں پر دعا کے لئے احمدیہ قبرستان اکرافو تشریف لے گئے اور پھر اکرا کے لئے روانہ ہو گئے۔

۱۵؍مارچ بروز سوموار

تیسرے دن مورخہ ۱۵؍مارچ کو حضور نے اکرا میں نیشنل ہیڈکوارٹر کا معائنہ ہیڈکوارٹر میں واقع وسیع و عریض دو منزلہ مسجد ’’مسجد ناصر‘‘ سے کیا۔ حضور اس کی دوسری منزل پر بھی تشریف لے گئے جو مستورات کے لئے بنائی گئی ہے۔ مسجد کے بعد حضور نے Exhibition Hall کا معائنہ فرمایا جس کی تعمیر صد سالہ جوبلی کے موقعہ پر ہوئی تھی۔ نمائش میں اس گندم کے کچھ سِٹّے بھی رکھے گئے ہیں جو حضور انور نے اپنے قیام غانا کے دوران ٹمالے (Tamale) کے نواح میں کاشت کئے تھے۔ ذیلی تنظیموں کے مرکزی دفاتر کے معائنہ کے وقت حضور لجنہ کے دفتر میں بھی تشریف لے گئے جہاں مستورات نے ’’اِسْمَعُوْا صَوْتَ السَّمَآءِ جَآءَ الْمَسِیْح جَآءَ الْمَسِیْح‘‘ کے الفاظ مترنم آواز میں پڑھے اور کلمہ طیبہ کا روایتی انداز میں ورد کیا۔ اس کے بعد حضور مسلم پریس بھی تشریف لے گئے اور پریس کے مختلف شعبوں کا معائنہ فرمایا۔ اس کے بعد مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ کے ساتھ میٹنگ ہوئی جس میں مختلف شعبوں کی کارکردگی کا جائزہ لیا گیا۔

دو بجے بعد دوپہر حضور انور صدر مملکت غانا H.E.John Ajyekum Kufuor کے ساتھ ملاقات کے لئے ایوان صدر پہنچے۔ صدر مملکت کے کے چیف آف پروٹوکال نے حضور انور اور تمام قافلہ کو خوش آمدید کہا۔

مکرم امیر صاحب نے صدر صاحب سے ذکر کیا کہ خلافت کے انتخاب کے بعد صدر مملکت نے حضور کو مبارکباد کا پیغام بھیجا تھا اور دورے کی دعوت بھی دی تھی۔ بہت سے ممالک چاہتے تھے کہ حضور وہاں کا دورہ فرمائیں لیکن حضور نے سب سے پہلے غانا کے دورے کی خواہش کا اظہار کیا۔ صدر مملکت نے حضور کو خوش آمدید کہتے ہوئے فرمایا کہ آپ اپنے ہی ملک میں تشریف لائے ہیں اور کہا کہ حضور کے منصب خلافت پر فائز ہونے اور روحانیت کے اس سفر میں غانا کی بھی عزت افزائی ہوئی ہے۔ اور کہا کہ ہم آپ کو غانین شمار کرتے ہیں اور جماعت کے اچھے کارناموں اور فعالیت پر فخر کرتے ہیں۔

صدر مملکت نے یہ بھی بتایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ساتھ ہمارا بہت اچھا تعلق تھا۔ ان کی وفات پر ہمیں بہت صدمہ ہوا لیکن آپ کے خلافت کے منصب پر فائز ہونے اور روحانی سفر میں ترقی پر ہمیں بہت خوشی ہوئی ہے اور روحانیت کے اس سفر کا کچھ حصہ غانا سے بھی حاصل کیا کیونکہ آپ کافی عرصہ غانا میں رہے ہیں۔

صدر مملکت نے بتایا کہ جماعت احمدیہ غانا ملک کی ترقی کے لئے غیر معمولی خدمات بجا لا رہی ہے۔ خصوصی طور پر تعلیم، صحت اور زراعت جیسے شعبوں میں بہت مدد کر رہی ہے۔ آپ کے تعلیمی اداروں میں بہت نظم وضبط ہے اور ہم آپ کی جماعت کے ممبران کی خوبیوں سے آشنا ہیں اور ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ صدر مملکت نے حضور کی خدمت میں غانا کی حکومت اور عوام کی ترقی کے لئے دعا کی درخواست بھی کی۔

حضور انور نے صدر مملکت کو بتایا کہ اگرچہ مَیں Courtesy Call کے لئے آیا ہوں لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ مَیں اپنے ہی ملک میں آیا ہوں۔ اور فرمایا کہ غانا نے مجھے بہت متاثر کیا ہے۔ حضور انور نے حکومت کا شکریہ بھی ادا کیا کہ حکومت جماعت احمدیہ کے ساتھ بہت تعاون کرتی ہے۔ اور یہ بھی بتایا کہ جماعت احمدیہ کی غانا کے لئے خدمات سے وہ مطمئن ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ مَیں غانا سے ۱۹۸۵ء میں واپس گیا تھا۔ لیکن اب جو مَیں نے تھوڑا بہت دیکھا ہے اس سے صاف نظر آرہا ہے کہ غانا میں بہت ترقی ہوئی ہے۔ خصوصاً شاہراہوں (Roads) میں غیر معمولی ترقی نظر آتی ہے۔ اس عرصہ میں غانا نے بہت ترقی کی ہے۔ حضور انور نے غانا کی حکومت اور غانا کے عوام کی ترقی اور خوشحالی کے لئے دعا کی۔

حضور انور نے صدر مملکت غانا کو ایک شیلڈ بطور تحفہ عنایت فرمائی جس میں اوپر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کے الفاظ کندہ تھے اور نیچے درج ذیل الفاظ درج تھے:

With the compliments of Hazrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the World wide Ahmadiyya Muslim Community

اس کے بعد حضور انور اور وفد کے ساتھ تصاویر اتاری گئیں۔ بعدازاں صدر مملکت نے حضور انور اور وفد کی خدمت میں مشروبات وغیرہ پیش کئے۔ یہ ملاقات اور گفتگو قریباً ۳۰ منٹ جاری رہی۔ صدر مملکت غانا نے حضور انور کو باہر سیڑھیوں تک چھوڑنے آئے۔ غانا کے قومی ٹیلی ویژن نے اور نیشنل نیوز نے اس کو کوریج دی۔

اس کے بعد حضور Tema کے لئے روانہ ہوئے جہاں جماعت کی ایک بڑی تعداد حضور کے دیدار کے لئے موجود تھی۔ حضور انور اور بیگم صاحبہ کی خدمت میں پھولوں کے گلدستے پیش کئے گئے۔ حضور نے سارے موجود احباب کے قریب جا کر ان کے نعروں کا جواب دیا۔ اور مسلم پریس کی نئی عمارت کی نقاب کشائی فرمائی۔ اور مشن ہاؤس کے احاطہ میں واقع مسجد کا معائنہ فرمایا۔ حضور انور کچھ دیر کے لئے مشن ہاؤس کے اندر بھی تشریف لے گئے اور جونئر سیکنڈری سکول کی عمارت اور اس کے ساتھ احمدیہ پرائمری سکول کی عمارت زیر تعمیر ہے اس کا معائنہ فرمایا اور سکول کے سٹاف کو شرف مصافحہ سے نوازا۔

باقی صفحہ نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔